چلو کہ جشن
بہاراں دیکھیں
عفت سحر پاشا

چلو کہ جشنِ بہاراں دیکھیں

عفت سحر پاشا

کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

پاکستانی پوائنٹ کوئی تجارتی ویب سائٹ نہیں ہے یہاں پر موجود تمام ناولز بالکل مفت ہیں۔اس مشن کا مقصد صرف اردو ادب کی خدمت کرنا ہے تاکہ وہ لوگ جو وطن سے دور ہیں اور اردو کتب حاصل نہیں کر سکتے ،وہ یہاں سے ڈاؤنلوڈ کرلیں۔اگر آپ اردو لکھنا جانتے ہیں تو آپ بھی روز کا ایک صفحہ کمپوز کر کے اس مشن کا حصہ بن سکتے ہیں۔مزید معلومات کے لئے ،سُپر موڈز: روشنی، بسمہ، حسیب یا مینجمنٹ وقار سے رابطہ کریں،

شکریہ

چلو کہ جشنِ بہاراں دیکھیں

تم ایسا کرو کہ موسموں کے بھی نام رکھنا
میرے لئے بس نئے اندھیروں کی شام رکھنا
ہے رات کالی، تمھاری دھن میں بھٹک رہا ہوں
میں ایک پل ہوں، تم اپنے ہاتھوں میں تھام رکھنا

وہ سوکھے کپڑوں کا ڈھیر چھت سے اتار کے لائی اور آتے ہی نورین سے تہہ کرنے کا کہا اور خود پلنگ پر دراز ہو گئی۔

"ہائیں۔۔۔یہ کہاں سے آگئی؟"نورین کی حیران کن آواز پر اس نے مندی آنکھوں سے دیکھا۔وہ پیرٹ گرین شرٹ ہاتھ میں تھامے حیرت کا اظہار کر رہی تھی۔

"ہو گی کسی کی۔۔۔"اس نے بے پروائی سے کہتے ہوئے دوبارہ آنکھیں موندی تھیں۔

"لیکن مجھے معلوم ہے اس کلر کی شرٹ ہمارے گھر کے کسی لڑکے نے کبھی نہیں پہنی۔" نورین بضد تھی کہ یہ شرٹ گھر کے لڑکوں میں سے کسی کی نہیں۔

"لیکن میں نے خود دھوئی تھی۔" وہ جھنجلا کر بولی تو نورین نے پوچھا۔

"پکی بات ہے۔۔۔؟"

"اب اسٹامپ پہ لکھ کر دوں کیا؟" وہ بڑے تحمل سے بولی تو نورین نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"اگر یہ وہی وائٹ شرٹ ہے جو نبیل صبح دھونے کو کہہ رہا تھا تو اس کی ہیئت کذائی پر وہ تمہیں کبھی نہیں بخشے گا۔" نورین کی بات پر وہ دھک سے رہ گئی۔ پھر ہڑبڑا کر اٹھی۔

"اوہ گاڈ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ تو وائٹ تھی۔"

"ہاں میری جان کبھی ہوتی تھی یہ وائٹ۔ مگر اب تم اس پر بڑی کامیابی سے نوشی کے سوٹ کا رنگ چڑھا چکی ہو۔" نورین مسکرائی۔

"اب کیا ہو گا۔۔۔ اس کا تو غصہ اتنا برا ہے۔" وہ بے ساختہ بولی تو نورین نے استعجاب سے اسے دیکھا۔

"تم اور نبیل سے ڈر جاؤ۔ ناممکن۔" وہ یوں ہنسی جیسے شہزینہ کا مذاق اڑا رہی ہو۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"ڈر نہیں رہی۔ بس ویسے ہی وہ پھر سے لڑنے بیٹھ جائے گا۔ اس لیے کہہ رہی ہوں۔" وہ فوراً سنبھلی تھی۔ لہجے میں بے پروائی سموئی۔ حالانکہ وہ اندر ہی اندر متوقع صورتحال سے خائف ہو رہی تھی۔

"تمہیں تو بہت مزہ آتا ہے اسے تنگ کر کے اب

کیا ہوا؟" نورین کی حیرت فطری تھی۔ اس دو پورشنز والے گھر میں آکر کسی کی آپس میں کبھی نہیں بھی بن نہیں آئی تھی تو وہ نبیل اور شہزینہ تھے۔ شہزنیہ کی ہٹ دھری اور ضدی طبیعت نبیل کو سختی اور بیزار کن رویئے پر اکساتی تھی۔ رات کو فوں فوں کرتا شرٹ ہاتھوں میں لیے اس کے کمرے میں چلا آیا۔

"یہ کیا کیا تم نے۔۔۔؟ میری نئی شرٹ تھی بالکل۔" اس کا غصہ دیکھ کر وہ خوفزدہ سی ہو گئی۔ مگر جو حیثیت اس کی تھی اس کے مطابق اسے سہمنا یا ڈرنا نہیں چاہئیے تھا۔

"میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔ پتہ نہیں کیسے لاعلمی میں۔۔۔" اس نے اپنی صفائی پیش کرنی چاہی مگر وہ عادی ہی کہاں تھا۔

"آخر تم اتنی لاعلم کیوں رہتی ہو۔ یہ چھٹی مرتبہ کیا ہے تم نے ایسا۔" وہ شرٹ گول مول کر کے اس پر اچھالتے ہوئے تلملا کر بولا تو اس کے اندر بے بسی کی ایک لہر سی اٹھی۔ بھلا میرا کیا قصور ہے۔ اب ناکردہ گناہوں کی سزا بھی بھگتوں۔

"سوری نبیل۔۔۔" وہ اسکا سرخ چہرہ دیکھ کر بمشکل بول پائی۔

"شٹ اپ۔۔۔ آئندہ کبھی ایسی حرکت کی تو۔۔۔" وہ اسے دھمکاتا جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔

"او گاڈ۔۔۔" اس نے سکون کا سانس لیتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔ "یہ کہاں پھنسا دیا تم نے ؟" ہر روز ایک نیا قصہ سامنے آجاتا ہے۔ پتہ نہیں میں یہ سب کب سنبھال پاؤں گی یا حقیقت سب پر آشکار ہو جائے گی۔ جو کچھ میں نے نہیں کیا اس کا الزام مجھی پر آرہا ہے۔

آصف بڑے ریلکس موڈ میں فلور کشن پر کہنی ٹکائے میگزین میں غرق تھا وہ دبے پاؤں کئی مرتبہ اس کے پاس گئی مگر کافی ہمت مجتمع کرنے کے بعد بھی وہ بات نہ کر پائی۔ چھٹی بار وہ جھنجلا کر اپنی کم ہمتی کو کوستی واپس پلٹنے لگی تو آصف کو خود ہی شاید اس پر ترس آگیا۔

"یوں کیوں بلیوں کی طرح پھر رہی ہو؟" اس نے میگزین سے نظر اٹھائے بغیر پوچھا تھا وہ آہستگی سے صوفے پر ٹک گئی۔ اف۔۔۔ کتنا مشکل ہے یہ سب۔ پتہ نہیں وہ کیسے کر لیتی تھی ۔مجھے تو پل پل اپنی طبیعت کو کچلنا پڑتا ہے۔

"مجھے کام تھا تم سے۔۔۔" وہ آہستہ سے بولی۔ آصف نے پہلے حیرت سے اس دیکھا پھر ہنس دیا۔

"کمال ہے شینا۔۔۔ لگ تو نہیں رہا کہ تمہیں مجھ سے کوئی کام ہے۔ تمہارے تیور ہی کام کروانے والے نہیں۔" وہ صاف اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔ وہ اندر سے جی بھر کے شرمندہ ہو رہی تھی۔ کیوں نہیں میں وہ انداز اپنا پاتی۔

"تمہیں پتہ ہے کہ نبیل اپنے کپڑے کونسی شاپ سے لیتا ہے۔؟" وہ بڑی سادگی سے پوچھ رہی تھی۔

"وہ میں دراصل۔۔۔ اس کے لیے ایک شرٹ لینا چاہ رہی تھی۔ بالکل ایسی۔" اس نے پیرٹ گرین شرٹ آگے کر دی۔

"لاحول ولا قوہ۔۔۔۔ یہ رنگ پہنے گا وہ میری مانو تو یہ مذاق مت کرنا خواہ مخواہ لڑائی مول لو گی۔"

"پلیز آصف۔۔۔ اس کلر میں نہیں لینی۔ یہ تو اس کی وائٹ شرٹ کا کلر کل مجھ سے خراب ہو گیا ہے۔" اس کی مسمسی صورت دیکھ کر آصف نے بے ساختہ قہقہہ لگایا تھا۔

"کمال شے ہو شینا تم۔ اتنا تنگ نہ کرواسے۔ کسی دن ضائع ہو جاؤ گی اس کے ہاتھوں۔" آصف نے داد دینے والے انداز میں کہتے ہوئے اسے وارننگ دی تھی۔ وہ جھنجلا کر رہ گئی۔ یا خدا کیسے بتاؤں کہ میں تنگ نہیں کر رہی۔ حد ہو گئی بے بسی کی۔ کتنا کچھ ہے کہنے کو مگر کچھ کہنا قیامت لانے کے مترادف ہے۔

"اچھا تم لا کے دو گے یا بس یونہی بحث کیے جاؤ گے ؟" اندر کی بے بسی کھولن بن کے باہر ہوئی تو آصف نے گہری سانس لی۔

"لا دوں گا یار۔"

"تھینک یو برادر اور بالکل یہی چیز ہونی چاہئیے وائٹ کلر میں۔ یہ پیسے رکھ لو۔" اس نے روپے آصف کے ہاتھ میں تھما دیئے۔

"کمال ہے۔ تم تو پرانی شینا لگتی ہی نہیں۔" وہ بے تحاشا ٹھٹکی تھی۔ تیزی سے مڑ کر آصف کو دیکھا وہ پھر سے میگزین کھول چکا تھا۔ وہ چھپاک سے باہر نکل گئی اور اگر ان لوگوں کو پتہ چل جائے کہ میں واقعی "وہ "شینا نہیں ہوں تو۔۔۔؟ اس کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو گئیں۔

آصف نے مہربانی کی کہ اسے شام تک شرٹ لادی۔

"ویسے آپس کی بات ہے۔ یہ مہربانیاں کس سلسلے میں مجھے ہی بتا دو۔" اس کے معنی خیز لہجے پر وہ بوکھلا گئی۔

"آصف۔۔۔ تم۔۔۔" اسے سمجھ ہی نہیں آئی کہ کیا کہے اور وہ ہنستا ہوا کی چین ہوا میں اچھال کر کیچ کرتا چلا گیا۔ وہ پیر پٹخ کر رہ گئی۔ شرٹ والا شاپر اس نے

بستر پر پھینک دیا۔

"یہاں تو ہر قدم پر مصیبت ہی ہے۔ اب جو نہیں ہوں وہ کیسے ظاہر کروں۔ میں نے اسے منع بھی کیا تھا۔ مجھ سے یہ سب نہیں ہو گا مگر وہ ہے ہی ایسی۔ ٹھیک کہتے ہیں سب۔ ضدی‘ خود سر اور بدتمیز۔ اس کی جھلاہٹ ختم ہونے میں ہی نہیں آرہی تھی۔ اگر نوشی نہ آجاتی تو شاید وہ یونہی ٹینس ہوتی رہتی۔

"یہ آصف کیا کہہ رہا ہے۔ شینا؟" شینا نے غیر دماغی کیفیت میں نوشی کو دیکھا۔

"تم نبیل کو گفٹ دے رہی ہو۔" وہ سر تھام کے بیٹھ گئی۔

"بتاؤ نا۔۔۔" نوشی حیران تھی۔ اس نے سر اٹھا کر اسے گھورا۔

"کس نے کہا کہ میں نبیل کو گفٹ دے رہی ہوں۔۔۔"

"آصف نے" گھڑا گھڑایا جواب آیا۔

میرے پاس فضول روپے نہیں جو ضائع کرتی پھروں۔ اس کی شرٹ مجھ سے خراب ہو گئی تھی اس کے بدلے دے رہی ہوں۔ اگر گفٹ دینا ہوتا تو آصف سے منگوانے کی بجائے خود جا کر لاتی۔"

"اس سے پہلے تم کئی مرتبہ یہی حرکت کر چکی ہو۔ تب تو تم نے ایسی نیکی نہیں کی۔" نوشی نے مشکوک انداز میں اسے دیکھا تھا۔

"خدا کے لیے نوشی۔۔۔ میری جان چھوڑو اور یہ شرٹ تم اپنی طرف سے اسے دے دو۔ میں تو پھنس گئی نیکی کر کے۔" اس نے جھلا کر کہتے ہوئے شاپر اٹھا کر زبردستی اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"یہ ہوئی نہ بات۔ میں بھی کہوں شینا اتنا کیسے بدل سکتی ہے۔" نوشی طمانت اور سکون سے کہتی پلٹ گئی تھی۔ وہ روہانسی ہو کر بستر پر گر گئی۔ یہاں تو کسی سے ہمدردی کرنا بھی جرم ہے اور کسی کے لیے نہیں بس شینا کے لیے۔۔۔ ہنہ۔

****

وہ فون پر مسلسل اس سے جھگڑ رہی تھی۔

"کتنی بگڑی ہوئی ہو تم مجھے تو اب احساس ہو رہا ہے۔ پتہ نہیں کب تک مجھے یونہی۔۔۔ہیلو۔
۔"وہ بات کر رہی تھی کہ اچانک لائن کٹ گئی اس نے جھلا کر نظر اٹھائی نبیل بڑے سکون سے کریڈل پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔اس کے کھلے لب آپس میں مضبوطی سے جڑ گئے۔

"مجھے فون کرنا ہے۔"وہ اطمینان سے بولا تھا۔

امید واثق تھی کہ اب وہ کٹ کھنی بلی کی طرح اس پر جھپٹ پڑے گی مگر وہ حیران رہ گیا۔اس نے خاموشی سے ریسیور اس کی طرف بڑھا دیا تھا۔

"کبھی کچھ کام بھی کر لیا کرو۔"وہ نشتر چبھونے سے باز نہ آیا۔وہ چپ چاپ پلٹی تھی۔نبیل نمبر پش کرتے ہوئے پر سوچ انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"شینا کیا سوچا پھر سدرہ کی برتھ ڈے میں جانے کے لیے؟"نوشی نے اسے دیکھتے ہی ہانک لگائی تھی مگر وہ صاف نظر انداز کرتے ہوئے ماما کے پاس آگئی۔وہ بڑی ممانی سے باتیں کر رہی تھیں۔وہ ان سے لپٹ کے بیٹھ گئی۔

"تم بالکل بچی بنتی جا رہی ہو شینا"ماما نے فہمائشی انداز میں کہا مگر اس پر قطعی اثر نہیں ہوا۔

"ماما میں آپ کی گود میں سر رکھ کے لیٹ جاؤں؟"اس نے معصومیت سے فرمائش کی تھی۔

"کیا بات ہے شینا۔آر یو آل رائٹ بیٹا؟"ماما متفکر سی اس کو ساتھ لگاتے ہوئے بولیں۔تو اس نے کچھ کہے بغیر ان کے سینے میں چہرہ چھپا لیا۔ایک ٹھنڈک سی اس کے دل میں اترنے لگی۔

"میرے خیال میں بور ہو رہی ہے۔پہلے تو کالج کی روٹین تھی۔اب تو یہ بالکل فارغ ہے۔" بڑی ممانی نے مسکرا کر کہا تھا۔

"تو تم کمپیوٹر کا کورس کر لو۔تمہیں تو شوق بھی تھا۔"ماما نے اسکے بالوں میں انگلیاں چلائیں تو وہ ان کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"پہلے تھا۔اب بالکل بھی نہیں ہے۔اب تو میں بس آپ کے ساتھ ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔" وہ بڑی محبت سے بولی تو انہوں نے جھک کر اسکی پیشانی چوم لی۔اس نے آزردگی سے آنکھیں موندی تھیں۔

"ماما آپ مجھے اپنے پاس کیوں نہیں سلاتیں۔"میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ سے لپٹ کر سوؤں۔"وہ بڑی معصومیت سے کہہ رہی تھی۔ماما نے استعجاب سے بڑی ممانی کو دیکھا تھا۔

"کیا بات ہے شینا گڑیا۔۔۔پریشان ہو؟"انہوں نے متفکرانہ انداز میں اس کا چہرہ دیکھا۔ پتہ نہیں کچھ دنوں سے وہ انہیں بدلی بدلی اور نئی نئی سی کیوں لگ رہی تھی۔ایسی باتیں کرتی کہ اس پر پیار آنے لگتا۔ساری ضد اور اکڑ جیسے اس نے ایک دم سے ختم کر دی تھی۔

"نہیں ماما۔بالکل نہیں۔بھلا آپ کے پاس رہ کر میں پریشان ہو سکتی ہوں۔"اس نے ہنستے ہوئے کہا تو وہ مطمئن ہو گئیں۔

"سدرہ کی طرف نہیں جانا۔دو بار اس کا فون آ چکا ہے۔تمہیں تو ٹائم سے پہلے جانا چاہیے۔" بڑی ممانی نے اسے یاد دلایا۔یہ وہ ٹاپک تھا جو پچھلے دو دونوں سے گھر میں بار بار چل رہا تھا اور وہ اس سے جان بچا رہی تھی۔

"ماما بالکل بھی دل نہیں کر رہا جانے کو۔"اس نے منہ بسورا تھا۔

"ہیں۔۔۔یہ میں کیا سن رہی ہوں۔سدرہ کی طرف جانے کو دل نہیں کر رہا۔اب تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں۔"ماما نے گھور کر دیکھا تو وہ سٹپٹا گئی۔

"چلو اٹھو۔۔۔جا کے تیار ہو جاؤ۔اتنی چاہت سے اس نے بلایا ہے تمہیں اور تم ہو کہ نخرے دکھا رہی ہو۔ناراض ہو جائے گی وہ۔"بڑی ممانی کے انداز سے اسے اندازہ ہوا کہ سدرہ اس کی بہت اچھی سہیلی ہے اور اس کا جانا کسی صورت بھی ٹل نہیں سکتا۔یا اللہ۔۔۔میں کیا کروں ۔اچھا بھلا طبیعت خراب ہونے کا موقع مل رہا تھا۔

"مگر ماما میں جاؤں گی کیسے؟"اس نے کاہلی سے پوچھا۔تو وہ اطمینان سے بولیں۔

"نبیل ہے نا اس کے ساتھ جانا۔"

"اوہ نو ماما۔۔۔"وہ کراہی۔

"دیکھو اتنی لڑائی اچھی نہیں ہوتی۔"بڑی ممانی مسکرائیں۔نبیل انہی کا بیٹا تھا۔

"اچھا جلدی سے تیار ہو جاؤ۔میں ابھی نبیل سے کہتی ہوں۔"ماما نے اب بار قطعی انداز اپنایا تھا۔وہ اکتائے ہوئے انداز میں ان کے پاس سے اٹھی تھی۔الماری کھولے ہینگرز کو ادھر ادھر کرتے وہ مسلسل ایک عذاب میں مبتلا تھی۔اب کیا ہو گا؟کانیوں سائن پوری آب وتاب کے ساتھ ذہن کی اسکرین پر جگمگا رہا تھا۔کیسے پہچانوں گی سدرہ کو اور اگر کوئی اور دوست مل گئی تو۔میں تو کسی کو جانتی تک نہیں اور پتہ نہیں کیسی لڑکی ہے وہ۔اگر اسے پتہ چل گیا تو۔۔۔ لیکن ماما کو بھی تو پتہ نہیں چلا نا۔۔۔اس نے خود کو تسلی دی تھی۔کیونکہ جانا تو بہر حال تھا۔ ماما کے انداز سے لگ رہا تھا کہ اس کا جانا ضروری ہے اور وہ زیادہ انکار کر کے ماما کو خود سے مشکوک نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"اللہ میاں تو ہی بچانا مجھے۔اتنی بڑی غلطی اور دھوکا تو نہیں ہے یہ۔"وہ پرفیوم اسپرے کر رہی تھی جب نورین نے اندر جھانکا۔

"باہر تمہارا دشمن اول غصے سے بے حال ہو رہا ہے۔جلدی کرو"اس خبر نے اس پر گھبراہٹ طاری کر دی۔وہ جلدی جلدی ڈوپٹہ شانوں پر ڈالتی باہر آئی تھی۔بڑی ممانی نے بڑی ستائش

سے اسے دیکھا تھا۔ وہ اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ ماما نے بڑے پیار سے اس کی پیشانی چومی تھی۔

"ماشاءاللہ۔۔۔ کتنی پیاری ہو گئی ہے میری بیٹی۔" ان کی برملا تعریف اور بڑی ممانی کے ہاں میں ہاں ملانے پر وہ بھی نبیل کے سامنے جھینپ گئی۔ نبیل نے اچٹتی نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی تو وہ وہاں کھلنے والی سرخی نے نگاہ کو لمحہ بھر کے لیے جکڑ لیا۔ یہ منظر اس کے لیے نامانوس تھا۔ وہ سحر انگیز تاثر کو توڑنے کے لیے اکتاہٹ آمیز لہجے میں بولتا ہوا باہر نکل گیا۔ وہ تیزی سے اس کے پیچھے بڑھی تھی۔

"گفٹ لے لیا ہے یا لینا ہے ابھی؟" وہ پوچھ رہا تھا۔ وہ ہراساں سی اسے دیکھنے لگی۔ اس کے ہونق پن پر وہ چڑ گیا۔

"فرنچ میں بات نہیں کر رہا میں۔ گفٹ لینا ہے کیا؟" اس کے حد درجہ سخت لہجے پر سے سخت ذلت کا احساس ہوا۔

"میں اس انداز اور لہجے کی عادی نہیں ہوں۔"

اس کی بھرائی ہوئی آواز میں سخت ناراضگی تھی۔ وہ ہکا بکا تھا۔

"یہ شینا ہے؟"

"میرے خیال میں میرا لہجہ تمہارے لیے قطعی نیا یا غیر متوقع نہیں ہے۔ البتہ تمہارے رویئے میں بہت تبدیلی دیکھ رہا ہوں۔ خیر تو ہے نا۔ اب کیا چال چلنا چاہتی ہو تم؟" وہ کڑوے لہجے میں کہہ رہا تھا۔ وہ ہونق بن کر رہ گئی۔ ایک اور آزمائش۔ ایک اور امتحان۔

"فضول باتیں نہ کرو۔ گفٹ ماما نے دے دیا تھا مجھے۔" اس نے فوراً ہی لہجے میں رکھائی سمو کر اپنے بیگ ٹٹولا تھا جہاں ماما کی دی ہوئی گولڈ کی رنگ کی ڈبیہ موجود تھی۔

"ہنہ۔۔۔ ایکٹریس ہو۔" وہ بڑبڑایا تھا۔

"کدھر جانا ہے اب؟" اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر نبیل کو دیکھا تھا۔ وہ بالکل ہلکی اسپیڈ پر گاڑی ڈرائیو کرتا اکتائے ہوئے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ اس نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔

"تمہیں نہیں معلوم۔۔۔؟" لہجے میں حتی الامکان بے نیازی سموئی تو وہ اسے پھاڑ کھانے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"وہ تمہاری سہیلی ہے میری نہیں اور یہ کسوٹی میرے ساتھ کھیلنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کدھر جانا ہے؟" اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا۔ اس نے دھندلائی ہوئی نظروں سے ونڈ اسکرین کے پار دیکھنا چاہا۔

"میں کیا پوچھ رہا ہوں؟" وہ دانت پیس کر بولا تو جو اس غیر متوقع سیچوئیشن پر بہت ضبط کیے بیٹھی تھی ایک دم رو دی۔ نبیل کا پیر بے اختیار بریک پر پڑا تھا۔

"یہ کیا ڈرامہ بازی شروع کر دی ہے تم نے؟" وہ دبے لہجے میں دہاڑا تھا۔ اس نے انداز پر وہ سہم کر گاڑی کے دروازے سے جا لگی۔

"کدھر ہے سدرہ کا گھر۔۔۔؟" وہ خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اب بھی یہ فضول ڈرامہ بند نہ کیا تو سیدھا گھر لے جاؤں گا۔ پھر چاہیے منتیں کرتی رہو کبھی نہیں لاؤں گا۔" وہ دھمکانے لگا مگر اسے کچھ پتہ ہوتا تو بتاتی نا۔

"وہ۔۔۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں۔ میرا سر چکرا رہا ہے۔ مجھے پلیز گھر لے چلو پلیز۔۔۔۔" اس نے بھیگی آنکھوں میں التجا سمو کر کہا تو اس نے لب بھینچ کر جیسے خود کو کچھ کہنے سے روکا اور پھر ایک جھٹکے سے گاڑی آگے بڑھائی تھی۔ اسے پانچ منٹ میں واپس آتے دیکھ کر سب حیران رہ گئے مگر کسی نے کچھ پوچھنے سے پہلے ہی وہ ماما سے لپٹ کر رونے لگی۔ اب سب کی مشکوک نظریں نبیل پر تھیں۔ وہ جو اصل صورتحال بتانے والا تھا جھنجلا کر واپس پلٹ گیا۔ بڑی ممانی نے صورتحال کو

بھانپ کر فوراً نبیل کو آواز دی۔ وہ مسلسل ماما سے چمٹی تھی اور وہ پریشان ہو رہی تھیں۔

"تم کہاں جا رہے ہو اور یہ کیا تماشا ہے؟" اس کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ دل پہ جبر کر کے واپس لوٹا ہے۔ ممانی کے سخت لہجے پر وہ زرا دیر کو دنگ رہ گیا۔

"یہ میرا نہیں اس کا نیا تماشا ہے۔" وہ غصے سے ماں کو جواب دیتے ہوئے ماما سے مخاطب ہوا۔

"محترمہ کو اپنی دوست کے گھر کا ایڈریس ہی نہیں معلوم اب میں نجومی تو نہیں کہ خود بخود مجھے پتہ چل جائے۔ پھر بولی کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں گھر چلو"

وہ سخت غصے میں تھا۔

"شینا۔۔۔" ماما کا دل گھبرانے لگا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ سدرہ کے گھر کا پتہ اسے نہ ہو۔ وہ اس کی بچپن کی دوست تھی۔

"یہ کیا مذاق ہے۔۔۔؟" ماما نے اسے پیچھے جھٹکا مگر اس کی زرد پڑتی رنگت دیکھ کر انہیں اندازہ ہوا کہ واقعی اس کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ وہ بس اپنے ہاتھوں کو دیکھے جا رہی تھی۔

"میں کیا پوچھ رہی ہوں۔" ان کے لہجے میں سختی آ گئی۔ نبیل بھی تماشا دیکھنے کے لیے عین اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ ماما کے لہجے پر وہ خائف سی ہو گئی۔

"سچی ماما کوئی بات نہیں اور نہ ہی میں نے مذاق کیا ہے۔ میری طبیعت خراب ہونے لگی تھی۔ سر چکرا رہا تھا۔" وہ اپنی صفائی پیش کرتی بہت عجیب سی لگ رہی تھی۔ اس سے پہلے تو وہ بندے کو بولنے ہی نہیں دیتی تھی۔ بات ماننا تو اس کی سرشت میں شامل ہی نہ تھا البتہ بات منوانا اور حالات کو اپنے حق میں کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ نبیل نے استہزائیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"پھوپھو! آپ کی صاحبزادی کی یادداشت شاید کھو گئی ہے۔ اسلام آباد ہی میں کہیں۔"

اس کی لہجہ طنز سے پر تھا۔ شینا کے دل کو جیسے کسی نے شکنجے میں کس لیا۔ اس نے بے اختیار نبیل کی طرف دیکھا۔ اس کی نظروں میں کیا نہیں تھا' تمسخر' طنز' اوراستہزاء۔ اس نے فوراہی نظریں موڑی تھیں۔ وہ تیز قدموں سے باہر نکل گیا۔

"چلو چل کر آرام کرو اب۔ سدرہ سے فون پر سوری کر لینا۔ ویسے ناراض تو وہ بہت ہو گی۔" بڑی ممانی نے پیار سے اس کا رخسار تھپکا تو اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

"ماما آپ خود اس سے بات کر لیجئے گا۔ مجھ سے تو وہ واقعی نہیں بولے گی۔" اس نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اٹھ کر تھکے تھکے انداز میں اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

"نجمہ آئے تو اسک کا چیک اپ کرواؤں گی۔ آج کل بہت ست سی لگ رہی ہے۔" ماما نے پر سوچ انداز میں کہا تو بڑی ممانی نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملائی۔ چھوٹی ممانی نجمہ اور چھوٹے ماموں دونوں ڈاکٹر تھے۔ وہ ابھی کپڑے بدل کر بستر پر لیٹی ہی تھی کہ نوشی اور نورین آ گئیں۔

"کیا ہو گیا تمہیں؟ اچھی بھلی تو گئی تھیں۔" نوشی نے اس کے پاس نیم دراز ہوتے ہوئے حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

"پتہ نہیں۔ بس ایک دم سے سر چکرانے لگا۔" اس نے پھر سے وہی بہانہ بنایا تھا۔ اب کیا کہتی کہ اپنی دوست کے گھر کا ایڈریس ہی معلوم نہ تھا۔

"لگتا ہے نبیل بھائی کی نظر لگ گئی ہے۔" نورین شوخ ہوئی۔

"کیوں۔۔۔ اس کی کیوں؟" اس نے بڑی حیرت سے پوچھا۔ جواب میں دونوں ہنسنے لگیں۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے کہہ رہی ہوں کہ اب ہمیں تو بے وقوف نہ بناؤ>

"میرے خیال میں جب لڑکی اتنی پیاری لگ رہی ہو تو نظر لگانے کا جواز تو ہوتا ہی ہے۔۔۔۔ حصوصا ایک منگیتر کے پاس۔" نوشی نے بات کی تھی یا دھماکا۔ اس کا دماغ جھنجھنا کر رہ گیا۔ اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"میگتر۔۔۔ میرا۔۔۔ نبیل۔۔۔؟ اس کے ذہن میں اسپارکنگ ہونے لگی۔

"اے۔۔۔ مانتی ہو ناں۔" نوشی نے اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھ لہرایا تھا۔ وہ جواب دینے کی پوزیشن میں تھی ہی کہاں۔

"پلیز اب تم دونوں جاؤ۔ میں آرام کروں گی۔"

اس نے اپنے لہجے کو بمشکل قابو میں رکھتے ہوئے سپاٹ انداز میں کہا ورنہ جی تو چاہ رہا تھا کہ اس پزل پر رونے لگے۔ جس میں ہر لمحہ نئی گیم سامنے آرہی تھی۔

"ہاں۔۔۔ ہاں رنگت پیلی پڑ رہی ہے تمہاری۔ آرام کرو اب۔" نورین نے فورا کہا تھا اور ساتھ ہی نوشی کو بھی اشارہ کیا۔ وہ سبھی شینا کے موڈ سے ڈرتے تھے۔ وہ پل میں تولہ ہوتی اور پل میں ماشہ۔

ان کے جانے کے بعد اس نے خالی خالی نظروں سے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں پڑی ڈائمنڈ کی رنگ کو دیکھا اس کا مصرف آج اس کی سمجھ میں آیا تھا۔ اف۔۔۔ یہ کس گرداب میں پھنس گئی ہوں میں۔ اس کی آنکھیں فورا پانی سے بھرنے لگیں۔ ذہین چٹخنے لگا تھا اس غیر متوقع صورتحال پر۔ جو بات ہنسی مذاق اور انجوائے منٹ سے شروع ہوئی تھی وہ اس قدر الجھی ہوئی اور عجیب صورت اختیار کرلے گی یہ اس نے نہیں سوچا تھا۔ وہ تکیے میں منہ چھپا کے لیٹ گئی۔ ذہن اس صورتحال پر غور کر کر کے تھک گیا تھا۔ یا خدا میری مدد کرنا۔ وہ مسلسل سوچوں کے گرداب میں پھنسی تھی۔ جب اس نے یہ انگوٹھی پہنی تھی تو اسے قطعی علم نہ تھا کہ اس خوبصورت اور چھوٹی سی چیز کے پیچھے اتنی بڑی کہانی چھپی ہو گی۔

"اس ڈرامے کی سب سے خاص شے ہے۔" ذہن کے پردے پر ہنستا ہوا فریش جملہ لہرایا تھا۔

اس کی آنکھیں بھگینے لگیں۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس سارے معاملے کو یہیں ختم ہو جانے چاہیے مگر کیسے۔۔۔؟

آدھی رات کو وہ لاؤنج میں گئی اور فون اٹھا کر دبے پاؤں کوریڈور میں لے آئی۔ ناٹ بلب کی روشنی میں

اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ نمبر پش کیے اور فون کی بیل سننے لگی۔ ایک ایک لمحہ اس کے اعصاب پر بوجھ بن کے گزر رہا تھا۔ کتنی دیر کے بعد فون ریسیو کیا گیا۔

"ہیلو جی۔۔۔" وہ فورا پہچان گئی۔ یہ شمیم کی آواز تھی۔ وہ کھنکاری۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"تمہاری چھوٹی بی بی سے بات ہو سکتی ہے کیا؟"

اس نے تعارف کرائے بغیر بات کی تھی۔ لہجے میں ذرا سا بھاری پن پیدا کیا۔ وہ جانتی تھی کہ شمیم کس قدر بے وقوف سی ہے وہ کیا اور کیوں کے چکروں میں نہیں پڑتی تھی۔

"وہ جی صاحب جی کے ساتھ گئی ہوئی ہیں۔" شمیم کی نیند زدہ آواز میں جھنجلاہٹ نمایاں تھی۔ اس نے حیرت سے ٹائم دیکھا۔

"اس وقت رات کے ڈیڑھ بجے وہ کہاں گئی ہے؟"

"وہ جی سیر پر گئی ہیں۔۔۔ کاغان اور سوات۔ آج صبح ہی نکلے ہیں وہ لوگ" اس کے کانوں میں سائیں سائیں کی آوازیں آنے لگیں۔

"ہیلو۔۔۔ ہیلو جی۔۔۔" یہ پتہ نئیں کون تھی" دوسری طرف سے جھلاہٹ بھرے انداز میں کہتے ہوئے شمیم نے فون رکھا تھا۔ وہ کتنی ہی دیر یونہی بیٹھی رہی۔

"تمہاری چھٹیاں ہو لیں پکی والی تو پھر ڈیڑھ دو مہینوں کے لیے چلیں گے سوات اور کاغان۔" شفقت سے بھرپور لہجہ اس کی سماعتوں کو جیسے توانائی بخش گیا۔ وہ جھرجھری لے کر بیدار ہوئی تھی۔ تھکے ہوئے انداز میں اس نے ابھی تک کان کان سے لگا ریسیور ہٹا کر کریڈل پر رکھ دیا۔

کتنی تنہا ہو گئی تھی وہ یہ اسے اب محسوس ہو رہا تھا۔ ابھی فقط ایک ہفتہ گزرا تھا اور اس کا دل سہما ہوا تھا۔ اب تو گویا پکی مہر لگ گئی تھی کہ یہ معاملہ اس کے ہاتھوں سے نکل گیا ہے۔ کتنی ہی دیر وہ یونہی بیٹھی رہی۔ اس رہ رہ کے اپنی بے وقوفی پر غصہ آ رہا تھا۔

کیوں کر بیٹھی ایسی فضول حرکت؟ اس وقت بھی ایکسائیڈ ہونے کے ساتھ ساتھ وہ خوفزدہ بھی تھی مگر مدمقابل کی آنکھوں میں جو شیلی چمک اور خوشی نے اسے گہری سوچ میں پڑنے ہی نہیں دیا تھا اور اسے بھی تو بہت تمنا تھی محبتوں بھرے اس گھر میں آنے کی۔ حالانکہ وہ جانتی تھی کہ اصلیت معلوم ہونے پر صورتحال کا سامنا کرنا اس جیسی بزدل اور سہمی ہوئی لڑکی کے بس کا روگ نہیں مگر تب وہ بھی جذباتی اور دل کے ہاتھوں مجبور ہو رہی تھی۔ گہری سانس لے کر وہ اٹھی اور ٹیلیفون کو اس کی جگہ پر رکھا۔ کچن میں سے نکلتے نبیل نے قدرے آنکھیں پیچ کر اسے پہچانا تھا۔ وہ اسی انداز میں دبے پاؤں اپنے کمرے کی طرف بڑھی تو نبیل پر نظر پڑتے ہی دل لرز کر رہ گیا۔ اس ایک نظر میں وہ اسے قطعی پہچان نہیں پائی تھی۔

"ہو گیا فون۔۔۔؟" اس کا لہجہ تلخی سے بھرپور تھا۔ وہ سن سی کھڑی ہو گئی۔ یوں لگا جیسے بدن میں جان ہی نہ رہی ہو۔ کیا اس نے سن لیا ہے؟ وہ قدرے قریب آ کر اس کو بغور دیکھ رہا تھا۔

"کیا کہا ذیشان حیدر نے۔۔۔ کہیں خدانخواستہ جواب تو نہیں دے دیا؟" وہ تمسخرانہ انداز میں کہہ رہا تھا۔ اس کی دھڑکنیں بے ترتیب ہونے لگیں۔ ذیشان حیدر۔۔۔؟ اب یہ کون ہے؟ وہ ششدر رہ گئی۔

"تمہیں شرم نہیں آتی ایسی حرکتیں کرتے ہوئے۔ اور ابھی تو تم اپنے کمرے میں جاؤ صبح بات کروں گا میں تم سے۔" اس کا لہجہ تپا ہوا تھا۔ وہ کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں متوحش سی اسے دیکھ رہی تھی جس کا انداز بیان کچھ اور ہی کہانی بیان کر رہا تھا۔ وہ صورتحال کو کنٹرول کر سکتی تھی اگر اس کی آخری آس بھی نہ ٹوٹ جاتی تو خوف کی آخری حد بے خوفی ہوتی ہے یعنی انسان نفع و نقصان سے عاری ہو جاتا ہے۔ اس کی بھی کچھ ایسی ہی حالت ہو گئی تھی۔ سمندر میں ڈوبتا انسان تیراکی نہ بھی جانتا ہو تو وہ بھی ڈوبنے سے پہلے ہاتھ پیر ضرور مارتا ہے۔ اب تک وہ سوچ رہی تھی پھر بوجھل قدموں سے چلتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

****

وہ کچن میں تھی اس نے بڑے عام انداز میں کہاں تھا۔

"ماما آج میں بریانی بناؤں گی دوپہر کے کھانے کے لیے" اس کے بعد باری باری سب حیرت سے اسے آکر دیکھ کر رہ گئے تھے۔اس نے گہری سانس لی تو یہاں بھی تمہارے جھنڈے سرنگوں گڑے ہیں شینا بی بی' نوشی اور نورین بھی اس کے ساتھ تھیں۔

"مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ تم بناؤ گی کیا؟" نوشی نے کیک کا آمیزہ سانچے میں ڈال کر اوون میں رکھتے ہوئے فکرمندانہ انداز میں کہا تھا۔

"بتایا تو ہے کہ بریانی بناؤں گی۔" اس نے مرغی کا گوشت بھونتے ہوئے ہنس کر کہا تو وہ سادگی سے بولی۔

"وہ تو تم کہہ رہی ہو نا اب جو بنے گا وہ کون بتائے گا کہ کیا ہے۔" شینا نے اسے گھور کر دیکھا۔

"اگر تمہاری کھوپڑی میں کوئی شے ہے تو وہ تمہیں بتائے گی اور اتنے مشکوک انداز اپنانے کی ضرورت نہیں میں نے ترکیب پڑھ لی ہے اچھی طرح ذہن نشین کر لی ہے۔"

"یقینی محض یادداشت کے سہارے تم یہ کارنامہ سرانجام دو گی۔" نوشی نے اسے ستانے والے انداز میں آنکھیں پٹپٹائی تھیں۔

"دیکھ لینا۔" اس نے بڑے انداز سے شانے اچکائے۔

"پھوپھو کو تو فکر لگی ہوئی ہے کہ جانے دوپہر کے کھانے میں کیا ملے۔" نورین نے ٹھنڈی سانس بھری۔

"شکر ہے کہ امی اور ابو دونوں ڈاکٹر ہیں۔" نوشی اسے تنگ کرنے سے باز نہیں آ رہی تھیں۔ اب کی بار اس نے چاولوں کا چمچہ اس کی طرف تانا۔ کھانے کی میز پر سبھی کے تاثرات بے حد خوشگوار تھے۔

"زبردست بھئی۔۔۔آئندہ بریانی شینا ہی بنائے گی۔" چھوٹے ماموں نے کھلے دل سے تعریف کی تھی۔ بڑے ماموں نے اسے انعام کے طور پر پانچ سو روپے دیئے تو وہ اٹھ کر ان کے گلے لگی۔ نبیل نے اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی۔

"تھینک یو ماموں جان۔۔۔" اس کی رنگت تمتما اٹھی تھی۔

"میری بیٹی بہت ذہین ہے۔" ماما کو واقعی اس کی تعریفیں سن کر بہت خوشی ہو رہی تھی۔

"پہلی بار ہی میں اتنی زبردست کوکنگ کی ہے۔"

"کمال کرتے ہیں ابو آپ۔ پانچ سو روپے میں اس سے بہتر اور زیادہ بریانی آجاتی ہے۔" آصف اسے چھیڑتے ہوئے سر جھٹک کر بڑے ماموں سے مخاطب ہوا تھا۔

"مگر اس میں اتنا پیار اور صفائی نہیں ملتی۔" بڑی ممانی نے فوراً شینا کی حمایت کی تھی۔ وہ چڑانے والی نظروں سے آصف کو دیکھنے لگی۔

"یہ پیار تو ٹھیک ہے مگر یہ صفائی کا کیا معامہ ہے؟" نورین نے نکتہ اٹھانا اپنا فرض سمجھا اور آصف نے کسی کے بولنے سے پہلے بات اچکی تھی۔

"میں بتاتا ہوں۔ ہر شے میں سے صابن اور سرف کا ٹیسٹ آ رہا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ محترمہ شہزینہ صاحبہ کتنی صفائی پسند ہیں کیا پتہ گوشت کو صابن سے اور چاولوں کو سرف سے دھو کر حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق پکایا ہو۔ کیوں چچی جان؟"

وہ بڑی شرارت بھرے لہجے میں کہتے ہوئے چھوٹی ممانی سے مخاطب ہوا تو سبھی ہنس دیئے۔

"اب پانچ سو روپے مل گئے ہیں تم جو چاہے کہو۔" شینا نے اسے چڑایا ان سب میں نبیل ہی تھا جو بس دلجمعی سے کھانا کھانے میں ہی مگن تھا یوں جیسے موجودہ حالات سے اسے کوئی دلچسپی ہی نہیں۔

"بھائی! یہ خطرناک بات نہیں چاولوں کی فقط ایک پلیٹ تمہیں پانچ سو روپے میں پڑے گی۔" وہ نبیل کی طرف جھک کر بولا آنکھوں میں شرارت اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

جواباً وہ اسے گھور کر پانی پینے لگا۔

بھلا بوجھیں تو میں نے کیا بنا ہے؟" نوشی نے

سسپنس بھرے انداز میں کہا تو آصف برجستہ بولا۔

"تم نے پانچ سو روپے حاصل کرنے والی کوئی شے بنائی ہو گی۔" نوشی نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"جی نہیں۔"

"تو پھر ایسی چیز بنائی کیوں ہے جس کے متعلق دوسروں سے پوچھنا پڑے کہ تم نے کیا بنایا ہے۔" آصف کا انداز ہنوز برقرار تھا۔

"تم سے تو بات کرنے میں چالیس کا گھاٹا ہے۔" وہ چڑ گئی اس کا انداز پیچھا چھڑانے والا تھا۔ مگر آصف پیچھا چھوڑنے والوں میں نہیں تھا۔

"چلو ساٹھ کا فائدہ بھی تو ہے نا۔" وہ فوراً بولا تو چھوٹے ماموں نے اس کی پیٹھ تھپک کر اس کی برجستگی کی داد دی۔ نوشی نے خفگی سے باپ کی طرف دیکھا تھا۔

"اچھا لاؤ میں دیکھ کر بتاتا ہوں میری بیٹی نے کیا بنایا ہے۔" انہوں نے منانے والے انداز میں کہا تو آصف نے سب سے اونچا قہقہہ لگایا۔

"چاچو! اس ڈش کو لیبارٹری میں لے جانا پڑے گا آپ کو۔"

"بس کرو آصف کیوں بچی کو تنگ کر رہے ہو۔" بڑی ممانی نے نوشی کی روہانسی شکل دیکھ کر آصف کو گھر کا وہ ہنسا۔

"نہیں کرتا تنگ۔ اب خوش؟ اور تم اڑھائی سو روپے شینا سا ے لے لینا۔ سمجھ لو کہ ہم ہار گئے کیونکہ جس ڈش کو بنانے کے بعد تم خود نہیں جانتی کہ وہ کیا ہے اس کے متعلق ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔" وہ بظاہر بڑی سنجیدہ سی شکل بنائے نوشی کو تسلی دے رہا تھا مگر اس کی شرارت نوشی کو دانت پیسنے پر مجبور کر رہی تھی۔

"آصف اب بس کرو کیوں تنگ کر رہے ہو بہن کو۔" شینا نے بڑے مدبرانہ انداز میں اپنی طرف سے لڑائی ختم کرنے کو کہا مگر سب کے تاثرات دیکھ کر اسے محسوس ہوا کہ اس سے کچھ غلطی ہو گئی ہے۔ نبیل کو پانی پیتے ہوئے اچھو لگ گیا۔ نوشی خجل سی دکھائی دے رہی تھی باقی سب کے چہرے پر بھی دبی دبی مسکراہٹ تھی جبکہ آصف کی خونخوار نظروں نے اسے گڑبڑانے پر مجبور کر دیا۔

اور سب کے اٹھنے کے بعد وہ اس سے الجھنے لگا۔

"یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا یہ میری بہن کہاں سے ہو گئی؟"

"وہ۔۔۔ دیکھو نا تم خواہ مخواہ اس کو تنگ کر رہے تھے اور پھر چچا کی بیٹی بہن ہوتی ہے نا۔" وہ ہراساں ہو کر بولی تو۔ نوشی خفا خفا سی کچن میں چلی گئی۔

"تم زیادہ سخی نہ بنو۔ جب اللہ میاں نے مجھے بہن نہیں دی تو تمہاری سخاوت کیوں جوش مار رہی ہے۔" وہ دانت کچکچا کر کہہ رہا تھا۔ نبیل کو ہنسی آ گئی۔ نورین بھی مزے سے یہ "پروگرام" دیکھ رہی تھی۔ اس کی رنگت تپ اٹھی۔ خجالت سے الگ برا حال تھا۔

"اس میں اتنا غصہ دکھانے کی کونسی بات ہے؟ "

"اس میں وہی بات ہے جو تمہارے اور بھائی کے بہن بھائی ہونے میں ہے۔" وہ بہت جل کر بولا تو اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔ تو آصف اور نوشی۔۔۔ او گاڈ۔

اس کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو نبیل نے بڑے غور سے دیکھا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"اچھی بھلی منگنی میں لکیر ڈال دی۔" وہ منہ پھلائے ہوئے اٹھ گیا۔

"آصف میں تو۔۔۔ مذاق کر رہی تھی۔" اس نے کمزور سے انداز میں کہنا چاہا مگر وہ دھپ دھپ کرتا اپنے کمرے میں اور اگلے ہی لمحے باہر چلا گیا۔

"یہ ناراض ہو گیا ہے کیا؟" وہ پریشان سی نورین سے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں۔۔۔ دن میں پندرہ بار انہیں ناراضگی کا ایسا دورہ پڑتا ہے۔" وہ ہلکے پھلکے انداز میں کہتی اٹھ کے چلی گئی۔

ایک تو پتہ نہیں میری زبان کیوں قابو میں نہیں رہتی۔ وہ وہیں بیٹھی خود سے الجھنے لگی۔ اس نے نظر اٹھائی تو سامنے بیٹھے نبیل کی نگاہ خود پر پا کر وہ بوکھلا گئی۔

مجھے واقعی نہیں پتہ تھا کہ میں غلط کہہ رہی

ہوں۔" اس نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا تو نبیل کی آنکھوں میں حیرانگی امڈ آئی۔

"یہ تمہاری عادت ہے۔ بہت سی باتوں کا تمہیں پتہ نہیں چلتا کہ تم غلط کر رہی ہو۔" جانے اس نے طنزیہ کیا تھا یا عام سی بات کی تھی وہ اس کے لہجے پر غور کرنے لگی پھر معاندانہ انداز میں بولی۔

"میرا مطلب ہے کہ مجھے یاد نہیں رہا تھا کہ ان دونوں کی منگنی ہو چکی ہے۔" اس کا یوں صفائی پیش کرنا اور الجھی الجھی باتیں کرنا در حقیقت نبیل کو الجھا رہے تھے۔ جب سے وہ اسلام آباد سے آئی تھی۔ بہت بدلی بدلی سی لگ رہی تھی۔ نبیل نے نا چاہتے ہوئے بھی اسے ایک بار غور

سے دیکھا ہر وقت نخوت سے تنے رہنے والے چہرے پر اتنی ملائمت اور بھولپن تھا کہ وہ کہیں سے بھی پرانی شینا نہیں لگتی تھی۔ اسے کئی بار اس کی حرکتوں سے یوں لگتا جیسے کسی حادثے میں وہ اپنی یادداشت کھو بیٹھی ہے۔ اسے یاد تھا جب وہ اسلام آباد سے لوٹی تھی تو پہلی بار اپنی الماری کھولنے کے بعد وہ پورے گھر میں چلاتی پھر رہی تھی۔

"میری الماری میں کس نے اپنے کپڑے لٹکائے ہیں؟" تب پھوپھو نے اسے ڈانٹا تھا اور اسے یاد دلایا تھا کہ یہ تمام جینز شرٹس اور ٹی شرٹس وہ اپنی مرضی و پسند سے خرید کر لائی تھی کہ یہ "فیشن" ہے اور یہ سب سن کر وہ کیسے ششدر سی رہ گئی تھی جیسے اسے اپنے متعلق یہ بات اسی وقت پتہ چلی ہو۔ اس دن کے بعد کسی نے اسے جینز پہنے نہیں دیکھا تھا اس کے بعد خود نبیل کی شرٹ خراب کرنے کے بعد اسے نئی شرٹ منگوا کر دینا' سدرہ جیسی بیسٹ فرنٹ کا ایڈریس بھول جانا اور اب آصف اور نوشی کی منگنی سے لاعلمی کا اظہار کرنا سب نبیل کو پریشان کر رہا تھا۔

"تم نے خضر سے کچھ منگوایا تھا وہ تو یاد ہے نا؟

وہ وہاں سے اٹھنے کا سوچ رہی تھی جب ایک دم ہی اس سے مخاطب ہوا وہ کراہ کر رہ گئی۔

"میں نے۔۔۔؟" اس نے کج ادائی سے کام لیا جبکہ ذہن کی دی گئی انفارمیشن کے مطابق دوڑانا جاری رکھا مگر افسوس کہ اس نام کے کسی شخص کے متعلق اسے کوئی ہدایت نہیں ملی تھی۔

"وہ تو یہی کہہ رہا تھا۔۔۔" وہ بڑے عام سے لہجے میں کہہ رہا تھا مگر نظریں شینا کے چہرے پر تھیں۔ اس کے لہجے سے شینا کو ذرا بات کرنے کا حوصلہ ہوا۔ اس نے نوٹ نہیں کیا کہ وہ اس کے تاثرات جانچ رہا تھا۔

"پتہ نہیں کب کی بات کر رہے ہو تم۔۔۔؟" وہ بے چارگی سے بولی۔ نبیل کو اس قدر بے تکلفی سے "تم" کہنا بھی اس کے لیے بہت دقت طلب مرحلہ ثابت ہوا تھا۔ اسلام آباد سے واپسی پر جب اس نے نبیل اور آصف کو "آپ" کہہ کر مخاطب کیا تو سب کو حیرت کا دورہ پڑ گیا۔ آصف تو باقاعدہ اس سے لڑ پڑا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ طنز کر رہی ہے جبکہ نبیل نے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ اس قدر ڈرامے کرنے کی ضرورت نہیں اب جو تمہارا امپریشن شروع سے پڑ چکا ہے اس ہم بدل نہیں سکتے۔ تب سے وہ بمشکل ان دونوں کو "تم" کہہ کر ہی مخاطب کرتی تھی۔

"آئی تھنک اسلام آباد جانے سے پہلے تم نے اس سے فرمائش کی تھی۔" وہ سابقہ انداز میں بے پرواہی سمیٹے کہہ رہا تھا۔

اسے اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا۔ وہ بڑے دھیان سے بولا تھا۔ اب تو جو ہو سو ہو یہ تو طے ہے کہ اس آزمائش سے گزرنا ہی ہے تو کیوں نہ تھوڑی ہمت کا مظاہرہ کر ہی ڈالا جائے۔

"ڈونٹ ی تھنک کے تم میرے پرسنل افیئر میں انٹرفیر کرنے کی کوشش کررہے ہو؟" اس نے تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ تیز لہجہ اختیار کیا تو کئی لمحوں تک وہ اسے دیکھے گیا۔

"ویسے تمہیں دیا تو ہوگا کہ خضر کون ہے یا وہ بھی بھول گئی ہو؟" وہ بڑے چبھتے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

شینا نے فوراً خود کو سنبھالا۔

"میں نے کہا نا کہ یہ میرا اور اس کا معاملہ ہے۔" وہ سختی سے بولی تو وہ اس کی گھبرائی ہوئی شکل دیکھتے رہنے

کے بعد قدرے توقف سے بولا۔

"میرا خیال ہے کہ تم یہ بھول گئی ہو کہ یہ فرمائش تم نے میرے ذریعے ہی کی تھی۔"

وہ جوں کی توں بیٹھی رہ گئی۔ اس لگ رہا تھا کہ اگر چند لمحے اس نے مزید اس شخص کے سامنے گزارے تو اس کا پول کھل جائے گا۔ وہ اگلے ہی لمحے جانے کے ارادے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"پھر کیا کہوں اس سے؟" وہ اس کے تاثرات جانچتے ہوئے بھنویں اچکا کر پوچھ رہا تھا۔ وہ جھنجلا گئی۔ "اسے کہہ دینا کہ میں نے خود لے لی ہے وہ چیز۔" اس کے تیز لہجے پر نبیل کی آنکھوں میں حیرت کی چمک لہرائی۔

"آر یو شیور؟" اس نے انداز ہی نہیں آواز میں بھی بے یقینی تھی۔

"کہا تو ہے کہ ہاں اب کیا دکھانا ضروری ہے۔" اس نے بہت تپے ہوئے لہجے میں پوچھا تھا۔ دل مطمئن تھا کہ بات سنبھال لی ہے۔

"یہ تو میں نے نہیں کہا ویسے رکھا کہاں ہے اسے۔ پرس میں یا الماری میں؟" اس نے اب کی بار بڑے سرسری انداز میں پوچھا تھا اس کی خواہ مخواہ کی بحث اور غیر معمولی دلچسپی پر وہ چیخ کر رہ گئی۔

"الماری میں رکھا ہے کیوں ڈاکا ڈالو گے کیا؟" وہ پیر پٹختی وہاں سے چلی گئی تھی۔ نبیل کی نگاہوں نے حد نظر تک اس کا پیچھا کیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیں اور چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

****

"نوشی خدا کے لیے اب بس کرو۔ کتنی دیر اسے اپنے ساتھ مجھے بھی خوار کررہی ہو اور کتنی دکانوں کی خاک چھانو گی؟"

وہ گھنٹہ بھر سے نوشی کے ہمراہ شاپ ٹو شاپ پھر رہی تھی۔ نوشی کو آصف کے لیے برتھ ڈے گفٹ لینا تھا مگر اس کی پسند پتہ نہیں کتنی اعلیٰ تھی کہ کوئی شے اسے پسند نہیں آرہی تھی۔ شینا جھنجلا اٹھی۔

"کوئی شے پسند ہی نہیں آرہی ہے۔" وہ بے چارگی سے بولی تو شینا نے گہری سانس لی۔

"تمہیں گھر سے سوچ کر نکلنا چاہیے تھا۔ ایسے بھی کبھی شاپنگ ہوئی ہے؟" اسے یوں بے مقصد پھرنے سے اکتاہٹ ہو رہی تھی۔ نوشی رک کر اسے گھورنے لگی۔

"یہ تم کہہ رہی ہو؟ حالانکہ یہ عادت تمہاری ہی ڈالی ہوئی ہے کہ مارکیٹ چلے چلو جو پسند آئے خرید لو۔ خوامخواہ پہلے سے دماغ کو تھکانے سے کیا فائدہ؟"

وہ لب بھینچ کے رہ گئی۔ اندر غضب کی لہر اٹھی تھی۔ بھاڑ میں جائے شینا اور اس کی عادتیں۔ وہ جلتی کلستی اس کے پیچھے اگلی دکان میں داخل ہوئی تھی۔

"تم ہی کوئی مشورہ دے دو۔ روبورٹ کی طرح چلتی جارہی ہو۔" نوشی نے اسے گھر کا تھا۔

"میں کوئی مشورہ نہیں دے سکتی۔ میرے پاؤں تھک گئے ہیں چل چل کے۔"

"لو۔۔۔ ہم اتنا عرصہ دھوکے میں رہے کہ تم دماغ سے سوچتی ہو۔"

"کیا مطلب؟" اس نے گھورا۔

"مطلب یہ کہ ہمارا دماغ تھک جائے تو ہم یہ جواب دیتے ہیں جو تم پاؤں تھک جانے پر دے رہی ہو یوں لگ رہا ہے جیسے پاؤں سے سوچتی ہو۔" وہ مزے سے کہہ رہی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"اچھا فضول مت بولو۔" وہ جھینپ گئی۔ "اتنا غور و خوض اگر گفٹ کی خریداری میں کرو تو مزید پھرنے کی ضرورت نہ پڑے۔" اس نے فوراً سنجیدہ انداز اپنایا تھا۔

"چلو پھر ایسا کرتے ہیں کہ تم چوائس کرو۔" اس نے فوراً ہی شینا پر بات ڈال دی تھی۔ وہ دانت کچکچا کر رہ گئی پھر اسے وہیں سے واپس گھسیٹا۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا بدتمیزی ہے؟" وہ احتجاجاً چلائی۔

"خاموشی سے چلو۔" اس نے سختی سے کہا تھا اس کے بعد اس نے احمد فراز کی "جاناں جاناں" خریدی خوبصورت سے ریپر میں پیک کروائی اور اسی طرح اسے لیے باہر نکل آئی۔

"شینا۔۔۔ یہ کیا لے لیا تم نے؟" وہ روہانسی ہو رہی تھی۔

"پہلے کبھی لی ہے تم نے؟" اس نے بڑے اطمینان سے پیک شدہ بک اس کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا تھا۔ نوشی کا جواب حسب توقع نفی میں تھا اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"پھر اب اس کے تاثرات دیکھنا۔" وہ بڑے سکون سے بولی تو نوشی اسے دیکھ کے رہ گئی۔۔۔

نوشی اس کے ساتھ منہ پھلائے گھر میں داخل ہوئی تھی پہلا سامنا ماما سے ہوا تھا۔

"تم لوگوں کو کتنی مرتبہ کہا ہے کہ شام کے وقت بازار مت جایا کرو۔" انہوں نے ہمیشہ کی طرح سرزنش کی۔

"سوری ماما۔۔۔" وہ نوشی کے بولنے سے پہلے ہی معذرت خواہانہ انداز میں بول اٹھی۔ ماما کا ارادہ مزید ڈانٹ ڈپٹ کرنے کا تھا مگر اس کے انداز پر چپ ہو گئیں۔

"اٹ از اے گڈ چینج۔۔۔" نوشی نے گویا ان سے تبادلہ خیال کیا تو انہوں نے بھی طمانیت سے سر ہلا دیا۔ ورنہ پہلے تو محترمہ شہزینہ صاحبہ کو کوئی ٹوک کے جاتا کہاں۔"

"ماما کیا میں اتنی بری ہوں؟" وہ چلا اٹھی۔ نوشی اس کے انداز پر شرارت سے ہنسی تھی۔

"لو۔۔۔ اتنی؟" نوشی کا انداز چڑانے والا تھا۔

ویسے بھی وہ اندر سے خاصی تلملا رہی تھی شینا کی چوائس پر۔

"آئندہ تمہارے ساتھ کہیں گئی تو پھر کہنا۔" وہ اسے دھمکاتے ہوئے صوفے پر ڈھیر ہو گئی۔

ماما سر ہلاتی کچن میں چلی گئیں۔

"ہاں بھئی میں ایسی ہی منی ہوں نا کہ مجھے اکیلے جاتے ڈر لگے گا۔" نوشی نے مضحکہ اڑایا تھا۔

"ہیلو ڈیرز!" وہ شاید اور کچھ دیر الجھتیں مگر آصف کی آمد پر یہ سلسلہ منقطع کرنا پڑا۔ نوشی نے فوراً گفٹ اپنے بیگ میں گھسیڑا تھا۔ وہ تھکے تھکے انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کہاں سے آرہے ہو آوارہ گردی کر کے؟" نوشی نے مشکوک انداز میں اسے پوچھا تھا۔

"ہر جگہ منگیتروں کو بتانے والی نہیں ہوتی کیوں شینا ڈیر؟" وہ شرارت سے جگمگاتی نگاہوں سے نوشی کو دیکھتے ہوئے شینا سے تائید چاہ رہا تھا وہ تو پہلے ہی تیار بیٹھی تھی فوراً اس کے ساتھ مل گئی۔

"ہاں۔۔۔ ہاں بالکل۔"

"آصف اگر کوئی ایسی ویسی حرکت کی تو تمہاری خیر نہیں۔" نوشی نے اسے دھمکایا۔

"یہ نیا قانون پاس ہوا ہے کیا؟" وہ مصنوعی حیرت سے پوچھ رہا تھا۔ شینا نے لاعلمی سے اظہار کے طور پر شانے اچکائے۔

"میں تمہاری اور اپنی جان ایک کر دوں گی۔" نوشی نے دانت کچکچائے۔

"ہاں۔۔۔ تم میں جان ہی کتنی ہے۔" وہ تمسخر اڑانے والے انداز میں بولا۔ شینا کی ہنسی نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔

"بروٹس۔۔۔" اس نے شینا کو گھورا تھا۔

"اچھا جولیس سیزر صاحبہ۔۔۔ مجھے معاف فرمائیں۔" شینا نے اس کی ناراضگی بھانپ کر فوراً صلح کا جھنڈا لہرایا۔

"اچھا اب جلدی سے بتاؤ کہ میرے لیے کیا گفٹ لے کر آئی ہو؟" وہ بڑی بے تابی سے پوچھ رہا تھا۔ جیسے پہلے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔ نوشی بھی سب کچھ بھول بھال کر اسے بتانے لگی۔

"آف آصف کیا بتاؤں تمہیں تو پتہ ہے کہ میں کس قدر چوزی ہوں اتنی شاپس دیکھیں مگر کچھ بھی پسند نہیں آیا۔ بہت مشکل سے تمہارے لیے گفٹ خریدا ہے میں نے۔"

آصف ایک اٹک اس کی چلتی زبان کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں شریر سی چمک اُمڈ آئی پھر وہ سکون سے بولا تھا۔

"اچھا تو چوزی اب میرا گفٹ بھی دکھا دو۔"

نوشی کی زبان کو ایک دم سے بریکس لگیں۔ وہ آصف کو گھورتے ہوئے بولی۔

"یہ چوزی کس کو کہا تم نے؟"

"ابھی تم ہی تو کہہ رہی تھیں کہ تم چوزی ہو۔" وہ رعب میں آئے بغیر مزے سے بولا شینا محظوظ ہو کر ہنسی۔

"نالائق شخص یہ انگلش والا چوزی ہے یعنی بہت سلیکٹو ہوں۔" نوشی نے دانت پیستے ہوئے تصیح کی تھی۔ وہ ہنستا ہوا اٹھ گیا۔

"اوہ۔۔۔ میں سمجھا شاید مرغی کی بچی۔"

"ہنہ۔۔۔ بدتمیز۔۔۔ دل جلانے کا ماہر۔" نوشی کلس کر جاتے ہوئے آصف کو گھور رہی تھی۔ رات کو سب کے جمع ہونے پر کھانا شروع کرنے سے پہلے آصف نے کیک کاٹا تھا۔

"ہیپی برتھ ڈے۔۔۔" نبیل نے اسے گلے سے لگا کر خوشدلی سے کہا تھا۔ سب نے اسے گفٹس دیئے تھے۔ شینا نے اسے پرفیوم گفٹ کی تھی۔

"لیڈیز اینڈ جنٹلمین یہ میری ڈیرسٹ کزن کی طرف سے زندگی میں پہلا تحفہ ہے اس لیے گو ہر اے بگ ہینڈ۔" آصف نے بڑی شرارت سے کہا تو سب نے تالیاں بجائیں۔

"کیا ہے۔۔۔ اس سے پہلے کبھی تحفہ نہیں دیا میں نے؟" وہ احتجاج کرنے لگی۔

"ان کی سادگی و تیور تو دیکھئے۔" وہ برجستگی سے گویا ہوا۔ سب کے ہنسنے پر وہ خجل سی ہو گئی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"یہ انجام ہے اس کا ساتھ دینے کا۔" نوشی نے فوراً اسے جتایا تھا۔

"چلو بھئی فٹافٹ کھانا کھاؤ۔۔۔" بڑی ممانی نے آواز لگائی تھی۔

"چل یار گفٹ بعد میں دیکھ لینا۔" چھوٹے چاچو نے آصف کی کمر میں ہاتھ ڈالا کر اسے بھی ساتھ گھسیٹ لیا تھا۔

"کیا خوشبوئیں ہیں میرے تو منہ میں پانی آنا شروع ہو گیا ہے۔" آصف نے ڈائننگ ٹیبل پر پہنچتے ہی اپنی قوت شامہ کا مظاہرہ کیا۔

"تمہارا منہ ہے یا سرکاری نل۔۔۔؟" نوشی کے ہاتھ تو نادر موقع لگا تھا وہ برجستگی سے بولی اور پہلی مرتبہ لاجواب ہوا تھا سب کے ہنسنے پر وہ منہ پر ہاتھ پھیر کر گویا نوشی کو دھمکی دیتے ہوئے بیٹھ گیا۔ شینا اور نوشی ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنس دیں۔

"اب اتنا بھی تنگ نہ کرو کہ بعد میں تم دونوں کو پچھتانا پڑے۔" نورین کافی سمجھدار تھی۔

"پھوپو! آج خضر کا فون آیا تھا آفس میں۔"

کھانے کے دوران نبیل اچانک ماما سے مخاطب ہوا تھا۔

"خیریت تو ہے نا۔۔۔؟" وہ ہاتھ روک کر اسے دیکھنے لگیں۔

"جی بالکل ایکچوئلی آپ نے جس لڑکی کی بات کی تھی اس کی امی اس لڑکی کو دیکھنا چاہتی ہیں وہ پوچھ رہا تھا کہ کس دن اس کی امی ہماری طرف آئیں۔" وہ بتا رہا تھا ماما مسکرا دیں۔

"جب دل چاہے آجائیں کیوں شینا؟" انہوں نے اجازت دیتے ہوئے شینا سے تائید چاہی نورین سے باتیں کرتی وہ چونک گئی۔

"جی ماما۔۔۔ کیا کہا آپ نے؟

"بھئی تم نے اپنی دوست کا ذکر کیا تھا خضر کی امی سے۔" ماما نے پانی گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا تو وہ کنفیوز ہونے لگی۔

"جی ماما۔۔۔"

"اب وہ لڑکی کو دیکھنا چاہ رہی ہیں۔" انہوں نے اسے انفارم کیا۔

"وہ کیوں۔۔۔؟" وہ گھبراہٹ کے زیر اثر تھی ماما نے قدرے خفگی سے اسے دیکھا۔

"فلزا کی بات کر رہی ہوں۔ خضر کے لیے تم نے کہا تھا۔"

"اوہ۔۔۔وہ۔۔۔اس کی تو شش۔۔۔شادی ہو گئی ہو گی۔" نبیل اس کی بوکھلاہٹ و ہکلاہٹ کو بغور دیکھ رہا تھا۔

"اتنی جلدی۔۔۔ابھی پچھلے دنوں تو کہا تھا تم نے مجھ سے۔" ماما تحیر سے کہہ رہی تھی۔

"وہ۔۔۔ایکچوئلی ان لوگوں کو جلدی تھی تو ہو سکتا ہے کہ۔۔۔" وہ جھوٹ بولتے بولتے بار بار لڑکھڑا رہی تھی۔

"مفروضوں پر بات مت کرو کل وہ لوگ آئیں گے ان کے ساتھ چلی جانا۔" نبیل نے بڑ سنجیدگی سے گویا بات ختم کی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"میں۔۔۔؟" وہ اپنی طرف اشارہ کر کے اس قدر حیرت سے بولی کہ ماما کو غصہ آنے لگا۔

"بات بھی تو تمہی نے کی تھی اچھا بھلا وہ لوگ رشتہ کر رہے تھے تم نے اپنی دوست کی تعریفیں کر کر کے ادھر سے ان کا دل اچاٹ کر دیا اب وہ تمہارا تعاون چاہ رہے ہیں تو تم نخرے دکھا رہی ہو۔"

"اونہوں عابدہ۔۔۔ کیا ہے بھئی ڈانٹ کیوں رہی ہو۔ وہ انکار تو نہیں کر رہی جانے سے کل چلی جائے گی۔" بڑے ماموں نے ماما کو ٹوک کر نرمی سے کہا تھا تو وہ پلکیں جھپک کر آنسو روکنے کی کوشش کرنے لگی۔ مسلسل جھوٹ بول بول کر اصلیت کو چھپا چھپا کر وہ تھک گئی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ماما کی مشفق بانہوں میں سمٹ کر انہیں ایک ایک لفظ بتا دے۔

"ایک بات یاد رکھنا جب تک وہاں رہو گی کسی پر بھی اعتبار کر کے اصلیت مت بتانا ورنہ حالات ایسے بگڑیں گے کہ ان پر تم قابو نہیں پا سکو گی۔" اس کے ذہن میں کھلکھلاتی ہوئی آواز لہرائی تھی۔

"تو میں پھر کل کا ٹائم دے دوں؟" نبیل اس سے مخاطب تھا۔ وہ بری طرح چونکی۔

"نن۔۔۔نہیں۔۔۔پہلے میں۔ میں فون کر کے اس سے پوچھ لوں۔۔۔یوں ایکدم سے جانا ٹھیک نہیں۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ گھر ہی نہ ملیں۔" اس کے ذہن نے تیزی سے کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ نبیل کی طرف دیکھے بغیر بظاہر بڑی بے پروائی سے کہہ رہی تھی مگر یہ کام

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

جس قدر دقت طلب تھا یہ وہی جانتی تھی۔ ماما کے کہنے کے مطابق فلزا کے گھر کا صرف اسے پتہ تھا۔

یہ بات جان نکالنے والی تھی۔

"ہاں بھئی۔۔۔ یہ بات تو ٹھیک ہے۔" چھوٹی ممانی نے اس کی تائید کی تھی۔

"بن بتائے جاؤ تو ہو سکتا ہے کہ وہ نہ ہی ملیں۔ سو کام ہوتے ہیں آدمی کو۔"

"اچھا تو پھر آج ہی فون کر لینا اسے۔" ماما نے اسے تلقین کی تو وہ مرے مرے انداز میں "اچھا" کہہ کر کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی یہ الگ بات تھی کہ اب اس سے نوالہ نگلنا مشکل ہو رہا تھا۔

کھانے کے بعد چائے کا دور چلا ساتھ آصف کی برتھ ڈے کا کیک کھایا گیا تھا۔ آہستہ آہستہ سب اپنے کمروں میں چلے گئے آخر میں نورین، نوشی، آصف نبیل اور شینا ہی رہ گئے۔ ٹی وی لاؤنگ پلے آرہا تھا۔ نورین گیارہ بجے اٹھ گئی اسے اگلے دن کالج بھی جانا تھا۔

"اتنا اچھا تو نہیں کہ اس کے لیے نیند برباد کی جائے۔" وہ جمائیاں لیتی چلی گئی اس کے بعد آصف اور نوشی اکھٹے ہی اٹھے تھے۔

"ہاں سچ تم نے تو فلزا کو فون کرنا تھا۔" نوشی نے جاتے جاتے اسے یاد دہانی کرائی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"بس کرنے لگی ہوں۔" اس نے ٹالا تھا۔ نشریات کا اختتام ہو گیا تھا اور وہ ابھی تک بیٹھی تھی اس نے دل میں شدت سے دعا کی کہ یااللہ یہ شخص اٹھ کے چلا کیوں نہیں جاتا ابھ اس نے دعا مانگی ہی تھی کہ وہ اٹھا اور ٹی وی آف کر کے چلا گیا۔

"تھینک گاڈ۔۔۔" وہ جلدی سے اٹھ کر ٹیلیفون کی طرف بڑھی اس کے ہاتھ میں چھوٹی سی ڈائری دبی تھی جس میں فلزا کا فون نمبر بھی موجود تھا۔ اس نے ریسیور اٹھایا اور تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ نمبر پش کرنے لگی۔ دوسری طرف سے کافی دیر کے بعد ریسیور اٹھایا گیا تھا۔

"ہیلو۔۔۔ جی وہ۔۔۔ فلزا سے بات کرنی ہے۔"

اس نے رکے رکے سے انداز سے کہا تھا۔ تبھی نبیل آکر دوبارہ اس کے عین سامنے بیٹھ گیا اس کا دل جیسے اچھل کر حلق میں آن اٹکا۔ وہ صوفے کے ہتھوں پر ہاتھ جمائے ٹانگ پر ٹانگ رکھے بڑے ریلیکس انداز میں بیٹھا تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے بولتا ہوا اس کا اطمینان غارت کرنے لگا۔

"تم بات کر لو۔ اس کے بعد مجھے خضر کو جواب دینا ہے۔" دوسری طرف فلزا آچکی تھی۔ اس نے بڑی ہمت کے ساتھ بات شروع کی تھی۔

"میں شینا بول رہی ہوں۔" دوسری طرف سے بہت ایکسائٹڈ رسپانس ملا تھا۔

"اتنے دنوں بعد تمہیں میری یاد آئی ہے مجھے بہت غصہ تھا تم پر اسی لیے میں نے بھی فون نہیں کیا۔" وہ اب خفا ہو رہی تھی۔

"ایکچوئلی میں مصروف تھی چند روز ہوئے اسلام آباد سے لوٹی ہوں تم لوگ تو گئی نہیں صوما کی شادی میں مجھے تنہا جانا پڑا۔" وہ کھنکارتے ہوئے زرا کانفیڈینس سے بولی۔

"صوما نے فون کیا تھا مجھے بڑی لعنتیں بڑی ہیں مجھے اور یہ تم نے اتنی لیٹ فون کیوں کیا؟" وہ کافی باتونی لڑکی تھی۔ شینا نے طویل سانس لی۔

"میں نے شاید تم سے ایک رشتے کے متعلق بات کی تھی۔" وہ اندھی چال چل رہی تھی اب اس کی قسمت کہ تیر نشانے پر جا لگا۔

"ہاں۔۔۔ کہا تو تھا۔۔۔ پھر؟" وہ پوچھنے لگی۔

"پھر یہ کہ کل وہ لوگ تمہارے ہاں آنا چاہ رہے ہیں۔" شینا نے اپنی آواز مدھم کر لی۔

"میں چاہ رہی ہوں کہ تم مجھے اپنا ایڈریس لکھوا دو۔"

"ایڈریس کیوں۔۔۔۔ کیا تم نہیں آ رہیں؟" وہ حیران ہوئی شینا نے کن انکھیوں سے وال کلاک پر نظریں جمائے بیٹھے نبیل کو دیکھا۔

"مجھے کہیں جانا ہے اور پھر ویسے بھی میرے علاوہ کسی اور کو تمہارے گھر کا پتہ نہیں۔" اس نے اپنی مجبوری بیان کی تھی۔

"اوکے۔۔۔ لکھو۔۔۔" وہ گہری سانس لے کر بولی۔

"ایک سیکنڈ میں زرا پین لے آؤں۔" وہ اسے ہولڈ کرنے کا کہہ کر اٹھنے لگی تو نبیل نے بال پوائنٹ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے چپ چاپ بال پوائنٹ پکڑا اور ایڈریس ڈائری پر نوٹ کرنے لگی۔ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ نبیل جس قدر بے خبر نظر آ رہا ہے اس قدر ہے نہیں۔

"اوکے فلزا۔۔۔ بیسٹ آف لک جلد ہی ملاقات ہو گی۔" اس نے فٹافٹ فون بند کیا۔

"کیا کہا اس نے؟" نبیل نے فون اپنی طرف گھسیٹا تھا۔

"وہ کہہ رہی تھی کہ آ جائیں بے شک۔" وہ احتیاطا اس سے نظریں ملائے بغیر کہہ رہی تھی۔

"تم تو اس کے گھر جا چکی ہو دو تین مرتبہ پھر ایڈریس لینے کی کیا ضرورت تھی؟" وہ چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھ رہا تھا وہ بوکھلا جاتی اگر اس نے تمام جواب پہلے سے نہ سوچ رکھے ہوتے تو۔

"دراصل میں ان لوگوں کے ساتھ نہیں جا رہی اس لیے میں نے سوچا کہ فلزا سے ایڈریس لے لوں۔ علاقے اور گھر کا تو مجھے پتہ ہے مگر راستوں سے میں بالکل انجان ہوں۔"

"اور وہ جو آصف کی بائیک پر تم نے پورا لاہور گھوما تھا وہ کی نقشہ لے کر نکلتی تھیں؟ وہ طنزا بولا اس کی مشکوک نگاہیں شینا کو اپنا وجود چھیدتی محسوس ہو رہی تھیں مگر اس نے فوراً ہی اپنی کم ہمتی اور خوف پر غصے کا پردہ ڈالا۔"

"تمہیں اس سے کیا۔۔۔ تمہیں ایڈریس چاہیے تھا یہ لو۔۔۔" اس نے ڈائری نبیل کی گود میں پھینکی اور اٹھ کھڑی ہوئی وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی جب نبیل کی پرسکون آواز نے اس کے قدم ٹھٹکا دیئے۔

"انٹرسٹنگ۔۔۔ تمہاری رائٹنگ کو شاید اسلام آباد کی ہوا راس آگئی تھی۔ محض پندرہ دنوں میں ہی تمہاری رائٹنگ کافی خوبصورت ہو گئی ہے۔" اس کا

دل بڑے زور سے دھڑکا مگر وہ اس کی طرف دیکھے بغیر تیزی سے اپنے کمرے میں چلی آئی۔

دروازہ لاک کر کے وہ بستر پر گر سی گئی اسے شدید گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ صاف لگ رہا ہے کہ وہ میری طرف سے شکوک میں مبتلا ہے پتہ نہیں کیا مصیبت پڑ گئی ہے میرے پیچھے۔ اب کیا کروں گی میں کس مصیبت میں ڈال گئی ہو تم مجھے شہزینہ! وہ تکیے میں منہ چھپا کر رو دی اپنی حماقت اور جذباتیت کا ایک ایک لمحہ فلم کی طرح پردہ ذہن سے گزرنے لگا۔

*****

"آج آپ پھر لیٹ آئے ہیں۔۔۔" وہ منہ بسورتی ہوئی انہیں دیکھتے ہی اٹھ کر ان سے لپٹی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"افوہ بیٹا صرف پندرہ منٹس ہی تو اوپر ہوئے ہیں۔" وہ اس کا سر تھپک کر مسکرائے۔

"اگر آپ کو یوں اکیلے گھر رہنا پڑے تب آپ کو پتہ چلے کہ دو منٹس بھی اوپر ہو جائیں تو کتنے عجیب عجیب خیالات ذہن میں آنے لگتے ہیں۔" وہ ان کے ہاتھ سے بریف کیس لے کر ٹیبل پر رکھتے ہوئے آزردگی سے بولی تو انہوں نے اس کے لہجے کی افسردگی کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے اسے بازو کے گھیرے میں لے کر اپنے پاس صوفے پر بٹھا لیا۔

"لگتا ہے ہمارا فسنا بیٹا بہت خفا ہے ہم سے؟" انہوں نے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا تھا۔ وہ زور دے کر بولی۔

"بالکل خفا ہوں۔ آپ کے پاس میرے لیے بالکل بھی ٹائم نہیں ہے۔" انہوں نے ہنستے ہوئے اس کا سر اپنے شانے سے لگا لیا تھا۔

"کم آن فسنا۔۔۔ تمہارے لیے ٹائم نہیں ہو گا تو اور کس کے لیے ہو گا۔ اب دیکھو نہ میں لنچ ٹائم میں فارغ ہوتا ہوں مگر گھر صرف اس لیے نہیں آتا کہ تم کالج ہوتی ہو اور رات کو تمہیں پڑھنا ہوتا ہے۔" انہوں نے بڑی کامیابی سے اپنا بچاؤ کیا تھا۔

"کالج سے تو میں ڈیڑھ بجے آجاتی ہوں اس کے بعد مجھے کتنے گھنٹوں تک یونہی اکیلے بیٹھنا پڑتا ہے۔" اس نے احتجاج کیا تھا۔

"اکیلے کیوں شمیم بھی تو ہے۔" انہوں نے فوراً کہا تھا۔

"وہ تو اپنے کوارٹر میں چلی جاتی ہے۔اب ہر وقت تو اسے سر پر سوار کرنے سے رہی۔"وہ جھنجلائی تھی انہوں نے مسکراہٹ دبا کر بظاہر تاسف سے اسے دیکھا۔

"تم تو کہتی ہو کہ وہ تمہاری سہیلی ہے۔"

"ابو پلیز مذاق میں مت ٹالیں۔۔۔آج اگر ماما ہمارے ساتھ ہوتیں تو میں بالکل بھی اکیلی نہ ہوتی۔"وہ ایک دم ہی بات کو دوسری سائیڈ پر لے گئی تھی ان کے مسکراتے لب سکڑ گئے۔

"کتنا مزہ آتا ہے نا۔۔۔میں اور شہزینہ کالج سے آتیں تو ماما ہمارے لیے کھانا بنا کے رکھتیں ہم لوگ خوب باتیں کرتے شرارتیں کرتے اور پھر ہم تینوں مل کر آپ کا انتظار کرتے۔"وہ خیالوں میں گم سپنے بن رہی تھی ان کے پہلو میں ایک لہر سی اٹھی۔یہ آج کی بات نہیں تھی فنزینہ نے اپنی ماں اور بہن کو یاد کیا تھا وہ یونہی کبھی ان کے دیر سے لوٹنے کبھی ان کے ڈانٹنے اور کبھی کبھی ناراضگی پر وہ بہانے سے ان کا ذکر کرنے لگتی تھی اور اس وقت اس کے لہجے میں اس قدر حسرت اور تشنگی سی ہوتی کہ وہ اسے ٹوک نہیں پاتے تھے۔

"ابو ماما کو میں یاد ہوں گی نا؟"وہ بڑی حسرت سے پوچھ رہی تھی انہوں نے اس کے بالوں پر ہونٹ رکھ دیئے۔

"ہاں میری جان بھلا ماں اپنی بیٹی کو بھول سکتی ہے کبھی۔"ان کا لہجہ اس کی امید کا سہارا دے گیا۔

"اور شوہر کو؟"اس نے چہرہ اٹھا کر انہیں دیکھا تھا۔اس کے اس سوال پر ان کا چہرہ دھواں دھواں ہونے لگا۔یہ وہ سوال تھا جس کا جواب اٹھارہ سال سے وہ خود کو بھی نہیں دے پائے تھے اسے کیسے مطمئن کرتے۔

"ابو شہزینہ مجھے یاد تو کرتی ہوگی نا۔۔۔آپ کے پاس جو تصویریں ہیں ان میں تو وہ بالکل میرے جیسی

ہے اب پتہ نہیں شاید بدل گئی ہو۔"وہ متفکرانہ انداز میں کہہ رہی تھی۔

"تم دونوں ٹوئنز ہو۔بچپن میں بھی تم دونوں کو پہچاننا بے حد مشکل تھا۔تمہاری ماما ہمیشہ تم لوگوں کے کپڑوں کی نشانی رکھتی تھیں۔تمہیں اگر پنک فراک پہناتی تھی تو شینا کو بلیو۔"

"اب!آپ کیوں یوں تنہا ہو گئے اور مجھے بھی تنہا کر دیا؟وہ بڑی خفگی سے پوچھ رہی تھی حالانکہ ہزاروں دفعہ وہ انہیں کٹہرے میں کھڑا کر چکی تھی پھر بھی اسے تسلی نہیں ہو پاتی تھی۔

"تنہا تو اس نے مجھے کر دیا تھا بہت انا تھی ہم دونوں میں۔۔۔اور فنزا ایک بہت گہری بات جو مجھے اس طویل سفر کے بعد سمجھ میں آئی ہے وہ یہ کہ جہاں انا ہو وہاں اگر محبت ہو بھی تو مر

جاتی ہے۔انا کا زہر محبت کے پودے کو پنپنے ہی نہیں دیتا۔میں رشون مستقبل کے لیے بیرون ملک جانا چاہتا تھا۔بہترین چانس ملگ مگر عابدہ نے صاف منع کر دیا۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے باہر جانے کی۔میں غربت میں بھی گزارہ کر سکتی ہوں۔اور پھر سیکنڑوں سے اچھے ہیں ہم لوگ۔

"اب ہم دو نہیں ہیں عابدہ۔۔۔ہمیں اپنی بچیوں کے مستقبل کے متعلق بھی سوچنا ہے اور یہاں رہ کے میں وہ کچھ نہیں کر سکتا ان کے لیے جو کرنا چاہتا ہوں۔"میں نے اسے سمجھایا تھا۔میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ غصے میں آئے کیونکہ اسکی اور میری طبیعت میں ایک یہی چیز میچ کرتی تھی۔اگر وہ غصے میں آجاتی تو میرا ابھڑ کنا لازمی بات تھی۔یہ بحث ایک بار نہیں ہوئے ہر روز ہوتی تھی پھر میں نے اس کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے پوری ایمانداری سے پاکستان ہی میں ترقی کی راہیں تلاشنا شروع کر دیں تب تم دونوں دو سال کی تھیں انہی دنوں میرا بزنس تباہ ہو گیا۔میرا پارٹنر دھوکے باز نکلا۔یوں بہت شکستہ دل تھا۔ان ہواؤں سے میرا دل اچاٹ ہونے لگا۔میں نے عابدہ سے پھر بات کی اب میں کسی صورت یہاں رہنا نہیں چاہتا تھا۔وہ بہت محب وطن تھی اس کا کہنا تھا کہ وہ اپنے ملک کی روکھی سوکھی کو باہر کی چپڑی ہوئی روٹی سے بہتر سمجھتی ہے۔وطن سے نفرت مجھے بھی نہیں تھی مگر ان دونوں میں اس قدر منتشر ہو رہا تھا کہ اس کی ہر دلیل مجھے بودی لگ رہی تھی مجھے ہر ممکن طریقے سے رام کر رہ تھی۔"

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"علیم ہم لوگ یہاں بھی خوش رہ سکتے ہیں بلکہ یہاں ہم زیادہ خوش رہیں گے۔یہاں سب لوگ ہیں تمہارے ابو ہیں میرے بھائی اور بھابیاں ہیں۔غیر میں کوئی ساتھی نہیں ہوگا ہمارا۔"

"وہ بڑی نرمی سے بات کر رہی تھی مگر میں اس کے لہجے کو خود پر حاوی نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔پہلے بھی اس کے اسی انداز نے مجھے ہرا دیا تھا۔"

"ہمیں کسی اور کی ضرورت نہیں ہوگی عابدہ۔۔۔ہم دونوں ہیں ہماری بیٹیاں ہیں۔ہمیں کسی اور ساتھی کی کیا ضرورت ہے۔"میں اپنی بات پر سختی سے اڑا ہوا تھا۔

"علیم۔۔۔"وہ جیسے سناٹے میں آگئی۔

"اور ابو جان۔۔۔ان کا کیا ہوگا؟"

میں ذرا سا شرمندہ ہوا۔میرے باپ کی فکر اسے مجھ سے زیادہ تھی مگر میں نے جلد ہی اس شرمندگی کو ذہن سے جھٹک دیا۔

"انہیں وہاں جاتے ہی بلوالوں گا میں۔فی الحال تو فیملی ویزہ ہے۔"میں نے سرسری انداز میں اسے تسلی دی تھی مگر وہ کسی قیمت پر میرے ساتھ جانے کو راضی نہیں تھی۔

"عابدہ پلیز۔۔۔اس بار میرے ساتھ بحث مت کرنا۔میں کسی صورت یہ چانس کھونا نہیں چاہتا اگر تم نے اس مرتبہ بھی انکار کیا تو میں سمجھ لوں گا کہ تمہیں میرا ساتھ گوارہ نہیں۔"

میں نے سنگدلی کی انتہا کر دی صرف اس کے تسخیر کر لینے والے الفاظ کے اثر سے بچنے کے

لیے میں یکلخت انتہائی اقدام پر اتر آیا تھا اور وہ۔۔۔وہ کس قدر بے یقینی سے مجھے دیکھ رہی تھی۔

"یہ ہے تمہاری محبت علیم۔۔۔؟ مجھ سے اپنے بچوں سے اپنے باپ سے اور اس وطن سے ؟" میں سمجھ گیا تھا کہ اس پر میری کوئی دلیل کوئی توجیہہ اثر نہیں کرے گی تب میں نے انتہا کر دی۔ میں تمہیں اس سے لے آیا اس نے ایک بار بھی انکار نہیں کیا بس خاموشی سے دیکھتی رہی۔ اسے صرف اس بات نے سرد کر دیا تھا کہ میں اس کی محبت کی زنجیر توڑ کر جا رہا تھا۔ اس ایک بات نے اس کی انا کی فصیل کو بہت بلند کر دیا۔ وہ میرے سامنے روئی نہیں، گڑگڑائی نہیں حتٰی کے اس نے ایک بار بھی مجھے تمہیں لے جانے سے نہیں روکا یہ اس کی مجھ سے محبت کی انتہا تھیا مگر میں نہیں سمجھا مجھے اس بات کی تسلی تھی کہ وہ یہاں میرے نام پر بیٹھی رہے گی۔ یہ میری خود غرضی کی انتہا تھی۔۔۔ میں تمہیں لے کر کویت چلا گیا اور اس کے بعد امریکا۔۔۔ محض آٹھ سالوں میں، میں نے بے انتہا کامیابی حاصل کر لی تھی اور یہ آٹھ سال کیسے گزرے مجھے پتہ بھی نہیں چلا بس اس دوران دو دفعہ عابدہ نے مجھے فون کیا ایک تب جب ابو جان اس دنیا سے چل بے اور ایک یہ اطلاع دینے کے لیے کہ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ جا رہی ہے۔۔۔ کہاں ؟۔۔۔ یہ اس نے نہیں بتایا تب میں نے واپس لوٹنے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا تمہیں ساتھ لیے آٹھ سال کے بعد میں لوٹا تو

یہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ بس اس گھر کی دو دیواریں تھی جن میں اس کے آواز رچ بس گئی تھی۔ راتوں کو جب تم سو جاتیں ہر طرف چپ کا راج ہوتا تو اس کی آواز دیواروں سے نکل کر مجھے سے باتیں کیا کرتی۔۔۔ میں نے اسے ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی مگر وہ شاید مجھ سے بہت خفا تھی اس لیے ہی تو مجھے اس قدر تکلیف دہ سزا دے گئی تھی ایسی سزا کہ میں اس سے معافی بھی نہیں مانگ سکتا تھا میں نے تو صرف بات کی تھی اس نے تو انتہا کر دی اور وہ مجھے بتانا چاہتی ہے کہ اپنوں سے بڑھ کے اس دنیا میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ نہ بزنس اور نہ دولت مجھے معلوم ہے کہ ایک نہ ایک دن وہ مجھے ضرور معاف کر دے گی۔ لوگ اکثر مجھ سے پوچھتے ہیں کہ اس قدر دولت کے باوجود میں اس تین بیڈ روم کے گھر میں کیوں رہتا ہوں۔۔۔ اور میں انہیں بتا نہیں پاتا کہ مجھے اس گھر سے کتنی محبت ہے جسے اس نے اپنی محبتوں سے سجایا تھا۔ جتنا سکون مجھے اس چھوٹے گھر میں ملتا ہے وہ بنگلوں اور کوٹھیوں میں نہیں مل سکتا اور پھر۔۔۔ ۔اور پھر کیا پتہ کہ کب اسے میرے پچھتاووں کا احساس ہو جائے اور وہ لوٹ آئے۔"

انہیں پتہ بھی نہیں چلا اور ان کی آنکھیں بھیگ گئیں ان کے لہجے میں اٹھارہ برسوں کی تھکن، پچھتاوا اور خلش تھی۔ فزینہ ان کے شانے پر سر ٹکائے بے آواز رو رہی تھی۔ کس قدر بے بس تھی وہ کہ باپ کو اس کی غلطیوں کا طعنہ بھی نہیں دے سکتی تھی۔ دونوں اپنی اپنی تکلیف دہ سوچوں میں غلطاں تھے اور دونوں کی سوچوں کا محور ایک ہی ہستی تھی۔

*****

"آج کالج نہیں جا رہا ہمارا بیٹا۔۔۔؟" انہوں نے بریف کیس بند کرتے ہوئے مصروف سے انداز میں پوچھا تو وہ گہری سانس لے کر رہ گئی۔

"کالج ختم ہو چکا ہے میرا۔۔۔اب تو رزلٹ کا انتظار ہے۔" وہ خفیف سے ہو گئے۔

"چلو تمہاری پکی والی چھٹیاں ہوں گی تو چلیں گے کاغان اور سوات۔" انہیں نے اس کو تسلی دی تو اس کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہو تو گئی ہیں پکی والی چھیٹاں۔"

"تو پھر فوراً پروگرام بناؤ تاکہ میں بھی اس کے مطابق اپنا پروگرام سیٹ کروں۔" انہوں نے خوشدلی سے کہا تو وہ بھی خوش ہو گئی۔ گھر کی صفائی اور جھاڑ پونچھ کے بعد وہ کتنی دیر شمیم سے باتیں کرتی رہی۔ شمیم ابو کے ڈرائیور کی بیوی تھی۔ فنزینہ سے اس کی گاڑھی چھنتی تھی۔ وہ کالونی کے کوارٹرز میں رہتی تھی۔ سارا دن وہ فنزینہ کے ساتھ ہوتی ابو کے آنے کے بعد وہ گھر چلی جاتی۔ دونوں میاں بیوی نہایت قابل اعتبار اور مخلص تھے۔ اس لیے فنزینہ کی شمیم سے سگی بہنوں

جیسی محبت تھی اس روز شمیم کو کہیں جانا تھا اس لیے دوپہر کو وہ چلی گئی۔ تھوڑی دیر تک وہ وی سی آر لگا کے دیکھتی رہی مگر پھر اکتا کر بند کر دیا پھر کچھ سوچ کے اس نے کپڑے تبدیل کیے بیگ شانے پر ڈالا اور گھر لاک کر کے کچھ بکس خریدنے کی غرض سے نکل پڑی۔ اپنے پسندیدہ شاعروں کی دو تین کتابیں خرید کر وہ شاپ سے باہر نکل آئی۔ موسم بہت اچھا ہو رہا تھا اسے پیدل چلنے میں لطف آنے لگا وہ گھر والی روڑ پر اپنے آپ میں مگن چلتی جا رہی تھی جب اچانک پیچھے سے آنے والی گاڑی کے پہیے چرچرائے وہ خوفزدہ سی گویا وہیں اسٹل ہو گئی۔ اپنے خیالوں میں ڈوبی وہ بڑے مزے سے عین سڑک کے بیچ میں چل رہی تھی اب اگر گاڑی کا ڈرائیور ہوشیاری سے بریکس نہ لگاتا تو شاید وہ اناللہ ہو چکی ہوتی۔ وہ لرزتی ٹانگوں سمیت وہیں بیٹھ گئی۔ گاڑی کا دروازہ کھلا اور پھر زوردار آواز سے بند ہوا۔ ڈرائیور شاید بے حد جھلاہٹ اور غصے میں نیچے اترا تھا۔

"ایک تو اسلام آباد والوں کو روڈ سینس ذرا بھی نہیں میں تو یہاں قطعی اجنبی ہوں مگر آپ لوگوں کو تو علم ہونا چاہیے کہ سڑک کے بیچ۔۔۔" وہ تواتر سے بول رہی تھی تب فنزینہ کو معلوم ہوا کہ ڈرائیور کوئی مرد نہیں بلکہ لڑکی ہے اور اس کی آواز۔۔۔ فنزینہ کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے کانوں میں اپنی ٹیپ شدہ آواز آ رہی ہو اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی اس لڑکی کی زبان کو جیسے بریک لگ گئی۔ فنزینہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ

رہی تھی اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ آئینہ دیکھ رہی ہے۔ سامنے موجود لڑکی اور خود فنزینہ کے نقوش میں رتی برابر بھی فرق نہیں تھا اس لڑکی کی کیفیت بھی فنزینہ سے مختلف نہیں تھی۔

"شہزینہ۔۔۔" وہ خواب آلود لہجے میں بولی تھی۔ اس کی سرگوشی شہزینہ کے سماعت سے ٹکرائی تو جیسے وہ جھری جھری لے کر بیدار ہو گئی۔ وہ بہت والہانہ انداز میں فنزینہ کی طرف بڑھی تھی۔ فنزینہ کو تو گویا ہفت اقلیم کی دولت مل گئی خوش تو شہزینہ بھی بہت تھی مگر اسے خود پر بہت کنٹرول حاصل تھا وہ فنزینہ کی طرح زرا زرا سی بات پر آنسو نہیں بہا رہی تھی۔

"مجھے یقین نہیں آرہا کہ میں تمہیں یوں سامنے دیکھ رہی ہوں۔۔۔" فنزینہ نے ایک مرتبہ پھر سے اسے گلے سے لگایا تھا۔ شہزینہ ہنسی۔

"یقین نہ آنے کی کیا بات ہے دیکھ لو قسمت میں یونہی لکھا تھا کہ ہم یوں فلمی اسٹائل میں ملیں۔"

"تم نے مجھے فوراً پہچان لیا تھا؟" فنزینہ کی آنکھیں اور آواز بار بار بھیگ رہی تھیں۔ "آف کورس۔۔۔" اتنی مشابہت صرف دو بہنوں ہی میں ہو سکتی ہے اور پھر ماما نے مجھ سے کبھی نہیں چھپایا تمہارے اور ابو کے متعلق ہاں البتہ انہوں نے کبھی ذکر نہیں کیا جب سے میں بڑی ہوئی ہوں اور میں نے کبھی پوچھا بھی نہیں میرا خیال تھا کہ شاید ہم اب کبھی نہ ملیں۔"

"میں اور ابو تو اکثر ماما اور تمہاری باتیں کرتے ہیں۔" وہ بھیگی ہوئی آواز میں بولی تھی پھر بڑی آس سے پوچھنے لگی۔

"کیا ماما نے کبھی مجھے یاد نہیں کیا؟" شہزینہ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر تھپتھپایا تھا۔

"دور رہنے سے محبتیں مر نہیں جاتیں۔ ماما کی محبتوں کو شاید غلط فہمیوں کی دھول سے دھندلا دیا ہے اب جب وہ تمہیں دیکھیں گی تو وہ ساری گرد صاف ہو جائے گی۔" اس نے فنزینہ کی دل شکنی نہیں کی تھی۔ فنزینہ نے محسوس کیا کہ وہ اس سے زیادہ بولڈ، سمجھدار اور حوصلہ مند ہے۔

"پتہ ہے میں یہاں کس قدر تنہا ہوں ابو تو شام کو آتے ہیں اور میں کبھی شمیم کے ساتھ اور کبھی اکیلی گھر میں ہوتی ہوں۔" وہ بہت آزردگی سے کہہ رہی تھی تب شہزینہ نے اسے بڑے ماموں، بڑی ممانی، چھوٹے ماموں، چھوٹی ممانی اور ان کے بچوں کے متعلق بتایا تھا۔

کتنا مزہ آتا ہو گا نا تم لوگوں کو؟" فنزینہ کی آنکھیں
تجسس و اشتیاق سے چمک رہی تھیں۔ شہزینہ نے منہ بنایا۔

"ہنہ۔۔۔ خاک مزا آتا ہے ہر ایک تو رعب جماتا رہتا ہے تم تو اچھی ہو دن بھر دوستوں کی طرف یا آؤٹنگ پر نکل جاؤ کوئی بھی پوچھنے والا نہیں اور وہاں۔۔۔ شینا یہ کیا کر رہی ہو ایسے کیوں کر رہی ہو۔ ویسے کیوں نہیں کیا۔ یہاں کیوں گئی وہاں کیوں نہ گئی۔ اف بس میری تو ہر وقت جان عذاب میں مبتلا رہتی ہے۔" اس نے اکتاہٹ و بیزاری سے لبریز انداز کو فنزینہ نے بے حد حیرت سے دیکھا تھا۔ تب خود شہزینہ نے ٹاپک بدل دیا۔ اتنی باتیں تھیں دونوں

کے پاس کہ ختم ہونے میں ہی نہیں آرہی تھیں۔فنزینہ تھوڑی دیر کے بعد حیرت کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھ رہی تھی۔

"سچی مجھے یوں لگ رہا ہے کہ میں خواب دیکھ رہی ہوں میں کتنی خوش ہوں کہ تم مجھے مل گئی ہو۔"

اور خوش تو شہزینہ بھی کم نہیں تھی شاید فنزینہ کی معصوم اور سادی طبیعت دیکھ کر اسی وقت اس نے اپنی کسی مشکل کا حل ڈھونڈ لیا تھا مگر اس نے فنزینہ کو بتانا ضروری نہیں سمجھا۔

"ابو بس آنے والے ہیں تمہیں دیکھ کر تو اتنے خوش ہوں گے کہ حد نہیں پھر ہم ماما کو بھی اسلام آباد لے آئیں گے ابو تو ان سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ ابھی تک اسی گھر میں رہ رہے ہیں۔"فنزینہ نے اس پر ابو کی محبت کی شدت کو ظاہر کرنا چاہا مگر اس نے کوئی خاص توجہ نہیں دی اپنی ہی باتوں میں مگن رہی پھر ابو کے آنے سے کچھ دیر پہلے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں اپنی دوست صوما کی شادی کے لیے آئی ہوں ہفتہ بھر کے لیے مگر اب لگتا ہے کہ زیادہ دنوں کے لیے رکنا پڑے گا۔"

"رکو نا۔۔۔ابو سے نہیں ملو گی۔"فرینہ نے بے تابی سے کہا۔

"فی الحال تو ان کی تصویریں دیکھ لیں تمہیں دیکھ لیا بہت ہے اب تو روز آؤں گی۔"

"شینا اتنے سالوں بعد آئی ہو ابو سے تو مل لو۔"اس نے پر زور اصرار کیا تھا اور وہ بہت سنجیدگی سے بولی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"پلیز فینا ضد مت کرنا اور مائنڈ مت کرنا تمہارے ذہن میں ابو کو جو امیج ہے میرا امیج اس سے بہت مختلف ہے۔اس لیے میں پہلے خود کو تیار کرنا چاہتی ہوں ان سے ملنے کے لیے پلیز تم ان سے میرا ذکر مت کرنا ورنہ میں تم سے بھی نہیں ملوں گی۔وہ اٹل اور ضدی لہجے میں بولی تو شینا کو بے اختیار ماما یاد آگئیں شاید وہ بھی یونہی اٹل انداز میں فیصلہ کرتی ہوں گی۔

"تم پلیز کل ضرور آنا۔"فنزینہ نے بے حد محبت سے بہن کے گلے میں بازو ڈالے تھے۔

"اور کون ہوتا ہے دن میں تمہارے ساتھ؟"وہ پوچھ رہی تھی۔

"بس شمیم ہوتی ہے۔۔۔لیکن میں اسے واپس بھیج دوں گی تم پلیز ضرور آنا میں تم سے بہت سی باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"بے چینی سے کہتے ہوئے آخر میں اس کی آواز بھرا گئی تھی۔

شہزینہ نے اس کا رخسار چوم لیا۔

دونوں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ اس قدر ڈرامائی انداز میں ان کا ملاپ ہو سکتا ہے اور شہزینہ کے جانے کے بعد وہ کتنی ہی دیر سرشاری میں ڈوبی اسے یاد کرتی رہی تھی۔

پھر وہ اٹھ کر آئینے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

"اوں۔۔۔بس اگر میں اپنے بال اسٹیپس میں کٹوالوں اور شینا جتنی کانفیڈنٹ ہو جاؤں تو کون پہچان سکتا ہے ہمیں؟وہ تنقیدی انداز سے خود کو دیکھ رہی تھی۔وہ اس قدر خوش تھی کہ ابو کے آنے کے بعد اس کا جی چاہتا رہا کہ وہ انہیں بھی بتا دے ہر بار الفاظ اس کی زبان کی نوک تک آکر لوٹ جاتے تھے۔اسے شہزینہ کا تسیہی اور سنجیدہ انداز یاد آنے لگا تھا کل آئے

گی تو اسے مجبور کر دوں گی۔ ساری باتیں بتاؤں گی اسے تب وہ ابو کے متعلق اپنی رائے بدل لے گی۔اس نے فیصلہ کر کے خود کو مطمئن کیا تھا اور اس کے اگلے روز اس نے شمیم کو واپس بھجوا دیا بہانہ یہ بنایا کہ مجھے اپنی دوست کے گھر جانا ہے۔ان دونوں نے بہت سی باتیں کیں۔ فنزینہ باتیں کرتے کرتے رو پڑتی تھی جبکہ شہزینہ اس کی نسبت کافی مضبوط اعصاب کی مالک تھی۔ وہ مسلسل فنزینہ کو ٹوک رہی تھی۔

"اب ہم مل گئی ہیں پھر اتنی اداسی کیوں؟"فنزینہ نے اسے اپنی اور اسکی بچپن کی تصویرین دکھائیں جو ابو اپنے ساتھ نشانی کے طور پر لے گئے تھے۔ان میں ابو اور ماما کی شادی کی تصویریں بھی تھیں۔

"ماما کے پاس بھی یہ تصویریں ہیں۔"شہزینہ نے بتایا تو اسے بہت خوشی ہوئی۔۔۔اب حالانکہ اس کی دوست کی شادی ہو گئی تھی مگر پھر بھی شہزینہ یہیں ٹھہری ہوئی تھی وہ روزانہ فنزینہ کے پاس آجاتی اس کے بعد دونوں کو ٹائم کے گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلتا تھا۔

"تم اب سے کب ملو گی؟"فنزینہ نے اس سے پوچھا تھا۔

"یوں نہیں ملوں گی۔ میں ان کے پاس رہنا چاہتی ہوں۔"وہ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بولی تو وہ فرط مسرت سے اچھل پڑی۔

"سچ۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔ مگر ماما نہیں مانیں گی۔"وہ اداسی سے بولی تو فنزینہ بے چین ہو اٹھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"کیوں۔۔۔کیا ماما ابھی بھی۔۔۔؟"

"پتہ نہیں۔۔۔"اس نے گہری سانس اندر کھینچی۔"وہ اس ٹاپک پر بات ہی نہیں کرتیں کس سے مجھ سے بھی نہیں۔"

"تو پھر۔۔۔؟"فنزینہ کا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔"پھر تم کیسے رہ سکتی ہو یہاں؟"

"ایک طریقہ ہے تو سہی۔۔۔ مگر تم شاید نہ مانو۔"اس میں تم اور میں دونوں خوش رہ سکتی ہیں۔"وہ اسے دیکھتے ہوئے بولی تو فنزینہ کے چہرے پر سرخی پھیل گئی۔

"وہ کیا۔۔۔؟"اس نے بڑی بے چینی سے پوچھا تھا۔

"وہ یہ کہ۔۔۔ تم ماما کے پاس لاہور چلی جاؤ اور میں یہاں ابو کے پاس رہ جاؤں گی۔"اس نے گویا دھماکا کیا تھا۔ فنزینہ چند لمحوں تک بات سمجھنے کی کوشش کرتی رہی پھی سمجھی تو ٹھنڈی پڑ گئی۔

"یوں کہو نا کہ میں کبھی ماما سے نہیں مل سکتی۔"

"یہ کب کہا میں نے۔۔۔ایک آئیڈیا دیا تو ہے میں نے۔"وہ بڑی بے پروائی سے کہہ رہی تھی۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔شینا۔ بالفرض اگر میں ماما کے پاس چلی جاؤں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے نہ پہچانیں آخر تم بیس سال سے ان کے ساتھ ہو تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں گی۔"وہ بحث کرنے والے انداز میں بولی تو شہزینہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل گئی۔

"ماں کے لیے سارے بچے ایک جیسے ہوتے ہیں۔" وہ متوازن لہجے میں کہہ رہی تھی۔ فنزینہ نے خاموشی سے تھوڑی دیر تک اس کو دیکھا۔

"لیکن شکل کو چھوڑ کے تمہارے اور میرے انداز میں بہت فرق ہے۔" اس کے سوال سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کچھ کچھ قائل ہو رہی ہے۔ ماں سے ملنے اسے قریب سے دیکھنے کا جذبہ زور پکڑ رہا تھا۔

"اٹس نات اے بگ پرابلم۔۔۔ بس تم ایک مرتبہ ہمت کر لو پلیز فینا۔ کیا تم نہیں چاہتیں کہ ماما سے ملو انہیں دیکھو ان کے پیار کو محسوس کرو؟" وہ اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے اس کے قریب کھسک آئی۔ فنزینہ نے پلکیں جھپک کر نمی کو اندر اتارا تھا۔

"میں بھی ابو کے پاس رہنا چاہتی ہوں وہ دونوں تو ضد میں ہمیں بھولے ہوئے ہیں۔" وہ منہ بنا کر کہہ رہی تھی۔ فنزینہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"ابو تم لوگوں کو بہت یاد کرتے ہیں اور وہ تو ماما کو اتنے سالوں سے ڈھونڈ رہے ہیں۔ انہیں تمہارے بارے میں پتہ چلے گا تو وہ بہت خوش ہوں گے اور پھر ہم دوبارہ سے اکٹھے ہو جائیں گے۔"

"لیکن ماما اس بات کو پسند نہیں کریں گی وہ تو تم لوگوں کا کبھی بھی ذکر نہیں کرتیں اور ابو کو بتانے کی صورت میں شاید تم ماما کی اور میں ہمیشہ ابو کی محبت کو
ترستی رہوں گی۔"

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"لیکن ہمیں انہیں بتانا چاہیے کیا پتہ وہ۔۔۔" فرینہ نے کہنا چاہا مگر وہ اسے سختی سے ٹوک گئی۔

"یوں کہو کہ تم ماما کے پاس نہیں جانا چاہتی اور نہ ہی مجھے میرے ابو کی محبت میں حصہ دار بنانا چاہتی ہو۔" اس کے لب و لہجے نے فرینہ کو خائف کر دیا۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا شینا۔۔۔" اس نے بڑی بے قراری سے کہا تھا۔ آنسو فوراً رخساروں پر ڈھلک آئے۔

"تو پھر مان جاؤ نا۔۔۔" وہ جلدی سے بولی پھر اس کو دیکھ کر مفاہمانہ انداز میں بولی۔

"چلو یوں کرو کہ ٹھونک بجا کے اس آئیڈیئے کا جائزہ لے لو اگر مطمئن ہو جاؤ تو پھر۔۔۔"

اور وہ کیوں نہ مانتی جب دل و دماغ دونوں ہی بے ایمان ہو رہے تھے وہ جتنا سوچتی اس کا فیصلہ یہی ہونا تھا اور جب شہزینہ نے کہا۔

"تم وہاں ماما کا سب کا دل جیت لینا اس طرح ماما اور ابو کو ملوانے میں بے حد آسانی ہو جائے گی۔ تمہاری محبت ماما کے دل میں بڑھ جائے گی۔" تو اس نے بہت آرام سے ہاں کہہ دی اور خوشی سے اچھل پڑی۔

"اف فینا تم نہیں جانتیں کہ کس قدر مزہ آئے گا ایمان سے وہاں سب لوگ اس قدر اچھے ہیں کہ حد نہیں بس تمہیں تھوڑا سا خود کو بدل کر میری جیسی عادتیں اپنانا پڑیں گی۔"

"لیکن میں تم جیسی بولڈ نہیں بن سکتی۔" اس نے اپنی مجبوری ظاہر کی تو وہ بے فکر پن سے ہنس دی۔

"بس تم جس قدر غصے اور بد تمیزی کا مظاہرہ کر سکتی ہو کرنا خصوصا بڑے ماموں کے بیٹے نبیل کے ساتھ۔" اس کی باتوں سے فنزینہ کو یہ سب بہت مشکل لگ رہا تھا پھر بھی اس نے فنزینہ کو کافی بریفنگ دے دی تھی۔ جس کی وجہ سے اسے فیصلہ کرنے میں کافی مدد ملی تھی۔

"کوئی مسئلہ نہیں یار تم کچھ بھی کرلو سب اسے تمہاری عادت سمجھیں گے میں ہوں ہی ایسی الٹی۔۔۔" شہزینہ ہنسی تھی۔

"پلیز شینا۔۔۔ ابو کو یوں تنگ مت کرنا" اس نے بے اختیار التجا کی تو وہ ہنستی چلی گئی۔

"کم آن فینا وہ میرے بھی ابو ہیں اور ویسے بھی انہیں تنگ کرنے متعلق سوچ بھی نہیں سکتی۔" اس کے اطمینان دلانے پر اسے تسلی ہوئی تھی۔

"اچھا اب یاد کرلو اور کوئی ضروری بات یہ نہ ہو کہ جاتے ہی پکڑی جاؤں۔" اس نے ایک مرتبہ پھر تشویش ظاہر کی تو شہزینہ نے اپنے ہاتھ سے ڈائمنڈ کی رنگ اتاری اور بہت شوخی سے بولی۔

"یہ اس ڈرامے کی سب سے اہم شے ہے۔" فنزینہ نے ہاتھ بڑھا کر انگوٹھی تھام لی گولڈ کی انگوٹھی کے درمیان میں ایک بڑا اور سائیڈوں پر چھوٹے چھوٹے بلیو اینڈ وائٹ ڈائمنڈ تھے۔

"کوئی خاص چیز ہے یہ۔۔۔" اس نے پرستائش نظریں انگوٹھی پر سے ہٹا کر شہزینہ کے مسکراتے چہرے پر مرکوز کر دیں اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"یہ میری پہچان ہے یار۔۔۔ اور دیکھو بھولنا مت جو باتیں میں نے تمہیں بتائی ہیں۔" اس نے تنبیہ کی تھی۔ وہ سر ہلا کر انگوٹھی پہننے لگی۔ شہزینہ اس کا ہاتھ تھام کر دیکھنے لگی۔

"یوں لگتا ہے جیسے تمہارے ہی لیے بنی ہے۔"

"اوں۔۔۔ لگتا تو یہی ہے۔" وہ خود بھی ہنسی تھی۔

"بس اب تمہیں بال کٹوانے ہیں اسٹیپس میں۔" شہزینہ اس کے خوبصورت سیاہ کمر تک آتے بالوں کی چٹیا ہاتھ میں لی تو وہ تڑپ اٹھی۔

"وہ کیوں۔۔۔ اتنے اچھے بال ہیں میرے۔"

"میری جان ابھی تک سائنس ایسا کوئی شیمپو یا آئل انٹرڈیوس نہیں کرواسکی جس کی بدولت محض پندرہ دنوں میں میرے بال شانوں سے کمر تک چلے جائیں اس لیے تمہیں شہزینہ علیم بننے کے لیے ان کی"

قربانی دینا پڑے گی۔"

"مگر ابو تم پر خفا ہوں گے تمہارے بال دیکھ کر۔" اس نے دل مسوس کر اسے انفارم کیا تھا۔

"نو پرابلم یار۔۔۔ میں ہینڈل کرلوں گی سب کچھ۔" وہ اپنے ریشمی بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے ہنسی تھی۔ فنزینہ نے اس کی لاپروائی کو رشک سے دیکھا۔

اور پھر اس رات فنزینہ نے کافی دیک تک ابو سے باتیں کی تھیں بلاوجہ ادھر ادھر آخر رات گئے انہوں نے خود ہی اسے ٹوک دیا تھا۔

"بہت دیر ہو گئی ہے اب سو جاؤ ساری عمر پڑی ہے باتوں کے لیے۔" اور وہ انہیں دیکھتے ہوئے دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ پتہ نہیں وہ اتنے دنوں تک پہلی مرتبہ ان سے دور کیسے رہ پائے گی اور جب انہیں اصل بات کا پتہ چلے گا تو وہ کیسے ری ایکٹ کریں گے اگلے روز شہزینہ اسے لینے آئی تھی۔

"ساڑھے گیارہ بجے تمہاری فلائٹ ہے اسلام آباد ٹو لاہور۔ ابھی ہم بیوٹی پارلر سے ہو کر سیدھے صوما کی طرف جائیں گے آئی مین تم جاؤ گی اور پلیز ذرا کانفیڈنٹ رہنا۔ صوما آئے گی اس کی اور اس کے گھر والوں کی تصویریں تم دیکھ چکی ہو اس لیے پریشانی کی کوئی بات نہیں۔"

وہ ڈرائیونگ کے دوران مسلسل بول رہی تھی اور فنزینہ کا ڈرپوک سا دل مسلسل لرز رہا تھا اتنے دنوں تک وہ دعوے کرتی رہی تھی اب جب کرنے کا موقع آیا تھا تو اس کے سارے دعوے دم توڑ رہے تھے مگر وہ خود کو اندر ہی اندر مسلسل حوصلہ دے رہی تھی پھر اس نے ماما کے متعلق سوچنا شروع کر دیا۔

"ائرپورٹ پر تمہیں آصف ریسیو کرے گا تمہیں اسے پہچاننے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ذرا سی بے پروائی کے ساتھ کھڑی رہنا خود ہی بھاگا چلا آئے گا۔ مجھ سے بڑا ڈرتا ہے اور تو کوئی پرابلم نہیں ہے۔"

بال کٹ گئے تھے اور وہ شہزینہ علیم بن گئی۔ صوما کے گھر پہنچی اور وہاں سے ائرپورٹ اس نے بڑی حسرت سے اس پر سکون سے شہر پر نگاہ ڈالی تھی۔

"میں تمہیں روزانہ فون کیا کروں گی۔" شہزینہ نے اس سے وعدہ کیا تھا اور وہ اس کے وعدوں اور اس کی معلومات پر اعتبار کرتے ہوئے لاہور ائرپورٹ پر اتری تھی۔ آصف نے اسے پہچانا۔۔۔ وہ اس کے ساتھ گھر پہنچی ماما سے ملی اور کتنی ہی دیر وہ ان سے لپٹی رہی اس کو روتا دیکھ کر سب پریشان ہو گئے اور وہ سب ہی سے یونہی ملی تھی حالانکہ ماما کے علاوہ وہ کسی اور کو پہچان نہیں پائی تھی مگر ان کا پیار اس کو اس قدر التفات پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے اس سے غلطیاں اور بے وقوفیاں سرزد ہونے لگیں بعض باتوں میں شینا کی غلط بیانی اسے پتہ چلی خصوصاً نبیل سے منگنی والی، تب اسے صورتحال کی سنگینی کا احساس ہوا اس نے فوراً شہزینہ سے مزید معلومات چاہیں مگر وہ ابو کے ساتھ تفریح کے لیے جا چکی تھی حالانکہ اسی روز فنزینہ نے اسے فون کیا تھا مگر اس نے فنزینہ کو خبر تک نہیں ہونے دی تھی کہ وہ ابو کے ساتھ کہیں جا رہی ہے ابھی اسے یہاں آئے محض تیسرا ہفتہ تھا اور وہ بوکھلا اٹھی تھی سب سے بڑا مسئلہ نبیل کا تھا باقی سب کی طرف سے وہ مطمئن تھی مگر جانے کیا بات تھی کہ نبیل اس کی ہر حرکت پر نظر رکھتا تھا۔ وہ یہ بھی سمجھ گئی تھی کہ نبیل اس کی طرف سے خاصے شکوک میں مبتلا ہو چکا ہے۔ اس لیے اس نے شہزینہ سے بات کرنا چاہی تھی مگر ادھر سے بھی اب مدد کا کوئی امکان نہیں رہا تھا اور یہ ذیشان حیدر۔۔۔ سدرہ۔۔۔ اور

اب فلزا۔۔۔کاش۔۔۔کاش میں ابو سے بات کر لیتی۔وہ تو ماما سے نفرت نہیں کرتے مجھے بہتر طور پر گائیڈ کر سکتے تھے بلکہ وہ تو شاید ماما کو بھی منا کر لے جاتے۔پتہ نہیں کیوں میں نے اتنی بڑی بے وقوفی کر دی یہ ترکیب اتنی شاندار تو نہیں تھی اب اگر ماما کو پتہ چل جائے کہ میں فنزینہ ہوں تو شاید۔۔۔شاید وہ مجھے دھتکار دیں مجھے کبھی بھی قبول نہ کریں ان کی نظر میں تو میں ابو کی بیٹی ہوں اور اس دن جب میں نے شہزینہ کے بی ہاف پر ماما سے ابو اور فنزینہ یعنی اپنے متعلق بات کی تو انہوں نے کیسے مجھے ڈانٹ

دیا تھا مجھے کتنا رونا آیا۔ماما شاید واقعی مجھے ابو کی بیٹی ہی سمجھتی ہیں انہوں نے اٹھارہ سال پہلے مجھے ابو کو سونپتے ہوئے شاید مجھ سے ہر رشتہ توڑ لیا تھا۔واقعی بہت ماما بہت ضدی اور انا پسند ہیں۔

مگر اب میں کیا کروں؟ گرداب میں پھنس چکی ہوں میں پتہ نہیں کیا ہو گا اب۔اللہ میاں اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو تو معاف کرنا میں تو محض یہاں اپنی ماما سے ملنے آئی تھی اور خدا کرے کہ شینا جلدی لوٹ آئے تاکہ اس سے اور خصوصاً ابو سے بات کر سکوں تب تک میرے خدا مجھے ہمت دینا پلیز اللہ میاں۔۔۔وہ یونہی افسردہ آزردہ روتے روتے جانے کب نیند کی گہری وادیوں میں اتر گئی۔

*****

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"پاگل تو نہیں ہو گئیں تم۔۔۔؟" اب میں مسز حیات اور انکی بیٹی کو تنہا فلزا کے گھر بھیج دیوں کیا؟" ماما کو جب علم ہوا کہ وہ خضر کی امی کے ساتھ فلزا کے گھر نہیں جا رہی تو انہیں غصہ آ گیا۔

"تو کیا ہو گیا ماما۔سب لوگ یونہی رشتہ دیکھنے جاتے ہیں۔ساتھ میں محلے داروں کو نہیں لے کر جاتے۔" وہ بظاہر بے پروائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی حالانکہ خوف اسے یہ تھا کہ کہیں فلزا کے گھر جا کے اس کا پول ہی نہ کھل جائے پتہ نہیں شینا کی اس سے کتنی اور کیسی دوستی تھی۔

"دیکھو شینا! ان سے لڑکی دکھانے کو تم نے کہا تھا میں نے نہیں۔کتنا آکورڈ لگے گا اب میں ان سے کہوں کہ خود جا کے لڑکی دیکھ آئیں اور پھر تمہیں کیا مسئلہ ہے تم کیوں نہیں جا رہیں؟" ماما بمشکل اپنی جھنجلاہٹ پر قابو پائے ہوئے تھیں۔

"ماما دراصل۔۔۔میری فلزا سے ذرا کھٹ پٹ ہے اس لیے اس کی طرف نہیں جا سکتی۔" اس نے فوراً بہانہ گھڑتے ہوئے رکھائی کا مظاہرہ کیا تھا۔

"چہ۔۔۔کسی ایک لڑکی سے بھی تمہاری ڈھنگ کی دوستی نہیں ہے اگر ایس بات تھی تو اس معاملے میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔" ماما کو اس کی بات پر غصہ آ گیا تھا۔وہ خاموشی سے سر جھکائے کھڑی رہی۔بڑی ممانی کو اس کا انداز غیر فطری لگ رہا تھا۔

"ماما آپ کہتی ہیں تو میں چلی جاؤں گی۔" وہ قدرے توقف سے بولی۔

"وہ تو ظاہر ہے کہ تمہیں جانا ہی پڑے گا۔" ماما بے لچک انداز میں بولیں اور وہ گہری سانس لے کر رہ گئی۔ ماما کے اندر جانے کے بعد وہ بڑی ممانی کے پاس بیٹھ گئی۔

"پتہ نہیں ماما کو اتنا غصہ کیوں آتا ہے؟" وہ زچ ہو کر بولی تو بڑی ممانی نے پیار سے اسکو بازو کے گھیرے میں لیا اور اسے چھیڑنے والے انداز میں بولیں۔

"تو میری جان تم اسے غصہ دلانے والی حرکتیں نہ کیا کرو نا۔"

"میں نے تو ایسا کچھ بھی نہیں کیا اب میں فلزا سے ناراض ہوں تو اس کے گھر کیوں جاؤں؟ اب چاہے وہ مجھے گھر سے نکال دے۔" وہ منہ پھلائے کہہ رہی تھی۔ دل جس قدر مضطرب و بے چین تھا یہ وہی جانتی تھی۔

"رات کو فون پر تو بڑی ہنس ہنس کر باتیں ہو رہی تھیں۔" نبیل جانے کس وقت وہاں آگیا تھا اس کا دل دھک کر رہ گیا جھٹکے سے سر اٹھا کر نبیل کی طرف دیکھا اس کا چہرہ مسکراہٹ سے جگمگا رہا تھا۔ فنزینہ نے گڑبڑا کر نظریں پھیری تھیں۔

"وہ تو۔۔۔اب کچھ تو کرنا ہی تھا نا۔۔۔" اس کے بوکھلاہٹ بھرے انداز پر نبیل ہنسا تھا۔ بڑی ممانی کے لیے دونوں کے انداز حیران کن تھے کہ ان دونوں کی ایک لمحہ کو بھی بن نہیں آتی تھی نبیل تو شینا سے اس قدر خار کھاتا تھا کہ حد نہیں اور اس قدر بیزاری اور اکتاہٹ کا اظہار شینا کرتی تھی اب انہیں کیا معلوم تھا کہ یہ شینا "وہ" شینا نہیں ہے۔

"تو پھر اب جا کے تیار ہو جاؤ۔ ابھی آنٹی اور سیمی آ رہی ہیں پھر فوراً ہی ہم نکلیں گے۔" وہ کلائی پر گھڑی باندھتے ہوئے اتنے دوستانہ انداز سے کہہ رہا تھا کہ خود
فنزینہ کو بھی حیرت ہونے لگی اس نے گھبرا کر نبیل کی صورت دیکھی تھی۔ بلیک جینز اور بلیک ہی ہاف سلیوز ٹی شرٹ میں وہ بہت فریش اور اچھا لگ رہا تھا مگر اس کی یہ "اچھائی" ہی فنزینہ کو خوفزدہ کر رہی تھی کل تک جو بندہ کاٹ کانے کو دوڑتا تھا جس کا بس نہیں چلتا تھا کہ نگاہوں ہی نگاہوں میں اس کا کام تمام کر دے آج وہ اس قدر میٹھا کیوں بن رہا تھا؟

"ممانی جان پلیز۔۔۔" آپ ماما کو سمجھائیں نا میں نہیں جا رہی۔" اسے گھبراہٹ کے مارے رونا آنے لگا تھا۔ آنسو روکنے کی کوشش میں آواز بھرا گئی انہوں نے بہت حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

"ابھی خود ہی تو تم نے اسے ہاں کہی تھی۔"

"کیا کہا۔۔۔ شینا نے ہاں کہہ دی؟" نوشی اپنے آپ ہی مگن آ رہی تھی آدھا جملہ سن کر بے یقینی سے چیخی۔ نبیل نے گھور کے اسے دیکھا وہ بیحد طنز سے بولا تھا۔

"تو اس میں اس قدر خوش ہونے کی کیا بات ہے؟"

"کیوں بھئی۔۔۔ لڑکی اتنی آسانی سے ہاں کر دے وہ بھی مولوی صاحب کو مدعو کیے بغیر تو یہ یقیناً خوشی کی بات ہوتی ہے خصوصاً دولہا کے لیے۔" وہ اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے بڑی روانی سے بولی تھی۔ بڑی ممانی بیساختہ ہنس دی جبکہ اس کی بات کی سمجھ آتے ہی فنزینہ

کی رنگت تمتما اٹھئی تھی اس نے بے اختیار نبیل کی طرف دیکھا وہ اسی کو بغور دیکھ رہا تھا۔اس کی آنکھوں کی چمک سے بوکھلا کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مم۔۔۔میں۔۔۔تیار ہو جاؤں جا کر۔"

"ہاں۔۔۔ہاں یہ نہ ہو کہ عابدہ ناراض ہونے لگے۔" بڑی ممانی نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

وہ تیزی سے پلٹ گئی۔ نبیل ماں کے قریب صوفے پر ٹک گیا۔

"امی کچھ تبدیلی نوٹ نہیں کی آپ نے اس میں؟" وہ ماں سے پوچھ رہا تھا اور نوشی تحیر سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا مطلب۔۔۔کیسی تبدیلی؟" انہوں نے استعجاب سے بیٹے کو دیکھا تھا۔

"آئی مین۔۔۔ کتنی چینج ہو گئی ہے شینا۔جب سے اسلام آباد سے لوٹی ہے یوں لگ رہا ہے جیسے اس کی یاداشت کھو گئی ہے۔" وہ پرسوچ انداز میں کہہ رہا تھا بڑی ممانی اسے گھورنے لگیں۔

"مجھے لگتا ہے کہ تمہاری اپنی یادداشت کچھ متاثر ہو گئی ہے۔ "

"چہ۔۔۔ذرا غور تو کریں کتنی عجیب سی حرکتیں کر رہی ہے ان دنوں وہ۔۔۔" وہ ذرا چڑ کر بولا تھا ساتھ ہی ساتھ گھور کر نوشی کو بھی دیکھا جسے اب اپنی ہنسی پر قابو نہیں رہا تھا۔

"ہاں۔۔۔کل میں نے اسے درخت سے لٹکتے دیکھا تھا۔۔۔" وہ تمسخرانہ انداز میں بولی۔ پھر ہنسنے لگی۔

"کمال کرتے ہو تم بھی۔ وہی شینا ہے جو پہلے بھی اب اسلام آباد والے نیا سیمپل تو بھجنیے سے رہے۔" اس کی بات پر نبیل نے خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔

"میرے خیال میں تم اب اپنا منہ بند ہی رکھو تو بہتر ہو گا ورنہ آصف کو مجھ سے شکایت ہو گی۔" اس کے تیکھے انداز پر وہ جھینپ گئی۔

"اچھا یہ فضول باتیں چھوڑو۔ شکر نہیں کرتے کہ بچی سدھر گئی ہے۔" بڑی ممانی نے بات ختم کرتے ہوئے کہا تھا۔ وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔ یہ تو اب میں پتہ لگاؤں گا کہ "بچی" کیوں سدھر گئی ہے۔

فلزا کے گھر سے واپسی پر صرف وہ اور نبیل گاڑی میں موجود تھے۔ مسز حیات اور سیمی کو انہوں نے راستے میں ڈراپ کر دیا تھا۔۔۔ پورچ میں گاڑی رکتے ہی وہ دروازہ کھول کر تیزی سے اندر کی طرف بڑھی ٹی وی لاؤنج میں ماما اور نوشی بیٹھی تھیں۔ اسے مجبور رکنا پڑا۔

"کیا رہا۔۔۔ بن گئی بات۔۔۔؟" نوشی نے بڑے اشتیاق سے پوچھا تھا۔ وہ بالکل بھی رکنا نہیں چاہ رہی تھی مگر اب اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا وہ گہر سانس لے کر نوشی کے پاس صوفے پر ٹک گئی۔

"انہیں فلزا پسند آ گئی ہے۔۔۔ اب لڑکے کو دیکھ کر ہی وہ بات آگے بڑھائیں گے۔" اس کے تھکے تھکے لہجے پر ماما نے بغور اسے دیکھا تبھی نبیل آیا تھا۔

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" ماما فنرینہ سے پوچھ رہی تھیں اس نے جواب دینے کو منہ کھولا مگر اس سے پہلے وہ طنزیہ لہجے میں بولتا ماما کے ساتھ آ بیٹھا۔

"جیسی حرکتیں یہ محترمہ کرتی ہیں اس سے تو لگتا ہے کہ واقعی ان کی طبیعت خراب ہے۔" اسی وقت سے فنرینہ خوفزدہ ہو رہی تھی۔

بات اصل میں یہ ہوئی کہ سیمی اور مسز حیات راستے بھر اس سے فلزا کے متعلق پوچھتی رہیں اور ایک بھی سوال کا جواب وہ تسلی بخش نہیں دے سکی تھی۔ تب نبیل نے انہیں باتوں میں لگا کر اس کی جان چھڑوائی تھی۔ اس کے بعد نبیل نے نوٹ کیا کہ وہ فلزا کے گھر والوں میں سے کسی کو بھی نہیں پہچان رہی۔ سب سے پہلے فلزا کی بھابی ان لوگوں کے پاس آ کر بیٹھی تھیں وہ انہیں پہچانی ہی نہیں تھی جبکہ وہ بڑے پتاک سے اس سے ملی تھیں اب مسز حیات اس کا منہ دیکھ رہی تھیں کہ شاید وہ تعارف کروائے مگر وہ تو جیسے منہ میں گھنگیاں ڈالے بیٹھی تھی۔ نبیل کے گھورنے پر وہ گڑبڑا کر بولی۔

"دیکھیں بھئی اب تعارف تو آپ کو خود ہی کروانا ہے تا کہ ذرا ایک دوسرے سے فرینک نیس بڑھے۔"

تب فلزا کی بھابی نے ہنستے ہوئے اپنا تعارف کروا دیا۔ اس کے بعد فلزا کی امی بھی آ گئیں۔ نبیل کی سخت نگاہوں سے گھبرا کر وہ فلزا کا پوچھ بیٹھی تو اس کی امی بولیں۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"وہ اپنے کمرے میں ہے۔" تب سیمی اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ڈرائنگ روم سے نکلنے کے بعد اسے سمجھ ہی نہیں آئی کہ فلزا کو کہاں ڈھونڈے وہ تو شکر تھا کہ وہ خود ہی انہیں دیکھ کر کچن سے برآمد ہو گئی۔ فنرینہ کو اس نے کھینچ کر ساتھ لگایا اور پشت پر دو چار دھموکے بھی جڑ دیئے اس کے بعد تو وہاں پر خریت ہی رہی مگر مسز حیات اور سیمی کو ڈراپ کرنے کے بعد نبیل کا غصہ کھل کر سامنے آیا۔

"یہ کیا طریقہ تھا تمہارا۔۔۔ کیا سوچ رہی ہوں گی وہ دونوں؟"

"ایسا کیا کر دیا ہے میں نے؟" اس کے تیز لہجے پر وہ خائف ہو گئی۔

"کیا کر دیا ہے۔۔۔؟" وہ دانت پیستے ہوئے اسے گھور کر بولا۔

"انداز تو تمہارا ایسا تھا جیسے تم یہ رشتہ ہونے ہی نہیں دینا چاہتیں۔"

"میں بھلا کیوں چاہوں گی؟" وہ خفگی سے بولی تھی۔

"وہ تو تمہیں ہی پتہ ہو گا۔ مجال ہے جو ڈھنگ سے انہیں کوئی بات بتائی ہو۔ یوں لگ رہا تھا جیسے تم فلزا کو جانتی ہی نہیں۔" وہ شرربار لہجے میں بول رہا تھا۔ تب دل کڑا کر کے فنرینہ نے بھی اپنا لہجہ سخت بنایا۔

"وہ میرا معاملہ ہے میں جس کے ساتھ جیسے چاہے بات کروں تمہیں اس سے کیا؟" اس کے یکدم بدلتے انداز کو نبیل نے سرعت سے محسوس کیا تھا جبکہ اس سے پہلے وہ بہت ڈرے سہمے انداز میں بات کر رہی تھی۔

"مجھے بہت کچھ ہے۔ وہ میرے دوست کی والدہ اور بہن تھیں۔" وہ تیز لہجے میں بولا تو وہ جھنجلا گئی۔

"میں تمہارے آگے اپنے کسی عمل کی جواب دہ نہیں ہوں اور پلیز اب مجھ سے اس ٹاپک پر مزید بات مت کرنا" اس کے جواب نے نبیل کو بہت غصہ دلا دیا تھا۔

"میں سب جانتا ہوں تمہارے اس لہجے کے پیچھے کیا محرک ہے۔" وہ پھنکارا تھا۔ فنزینہ کا دل دھک سے رہ گیا مگر یہ سب کچھ اس کی مجبوری تھی۔ اس کے بعد گھر آنے تک دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی اور اب وہ مضطرب سی ہاتھوں کو آپس میں رگڑ رہی تھی۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیا کیا ہے اس نے؟" ماما نے فوراً تیوریاں چڑھائیں تو وہ بے ساختہ نبیل کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ بھی اسی کو دیکھ رہا تھا۔ فنزینہ کی آنکھوں
میں اس وقت التجا سی تھی وہ لب بھینچ کر پھر گہری سانس لے کر بولا۔

"کچھ نہیں۔۔۔ سب کچھ ٹھیک ہی ہو گا۔ اب دعا کریں کہ کام بن جائے آنٹی تو بالکل مطمئن ہیں۔" وہ ماما کو بتانے لگا۔ وہ تشکر بھرے انداز میں اسے دیکھتی نوشی کے ساتھ اندر آ گئی۔

الماری سے اپنے کپڑے نکالتے ہوئے وہ نوشی کی باتیں سنتی اور ان کا جواب دیتی جا رہی تھی۔

"پھوپو پوچھ رہی تھیں مجھ سے کمپیوٹر کلاسز جوائن کرنے کا۔ تمہارا کیا ارادہ ہے۔؟" نوشی اس کے بستر پر نیم دراز پوچھ رہی تھی ہینگر پر لٹکے کپڑے نکالتی وہ پوری کی پوری اس کی طرف گھوم گئی۔

"میں کمپیوٹر کلاسز جوائن نہیں کر رہی۔۔۔"

"تو پہلے اتنا کھٹ راگ پالنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ اسلام آباد جانے سے پہلے تو تمہارا موڈ ا بڑا خراب ہو رہا تھا۔" نوشی نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا تھا وہ چند سکینڈ تک اسے دیکھتی رہی پھر طویل سانس لے کر باتھ روم میں گھس گئی۔ پتہ نہیں کب تک شینا کا کیا مجھے بھگتنا پڑے گا۔ میں ماما کے سامنے اپنا امیج اچھا بنانے کی کوشش کر رہی ہوں حالات و واقعات اتنے ہی الجھتے جاتے ہیں۔

وہ باتھ روم سے باہر نکلی اور بالوں کو کلپ میں جکڑتی نوشی کے پاس بیٹھ گئی چند لمحوں کے توقف کے بعد اس نے بولنا شروع کیا۔

"دراصل بات یہ ہے کہ میں خود اپنی متلون مزاجی سے تنگ آ گئی ہوں۔ یہ بات شاید تم لوگوں کے لیے ہنسی کا باعث ہو مگر میں خود کو بدلنا چاہتی ہوں۔ میں اب ماما کو مزید تنگ نہیں کرنا چاہتی۔ انہوں نے آج تک میری ہر بد تمیزی اور بد تہذیبی کو نظر انداز کیا ہے اب میں وہی سب دہرانا نہیں چاہتی جو ماما چاہتی ہیں اب وہ ہو گا۔" اس کے نرم لہجے اور غیر یقینی انداز پر نوشی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ بیساختہ مسکرا دی۔

"آئی ڈونٹ بلیو دس۔۔۔ یہ تم ہو شینا؟" نوشی اپنی حیرت کا اظہار کیے بغیر رہ نہیں سکی تھی۔

"کیا میں ایسے اچھی نہیں لگتی تم لوگوں کو؟" فنزینہ نے بڑی آس سے پوچھا جواباً نوشی نے اس کا ہاتھ تھاما۔

"اتنی اچھی تو تم مجھے پہلے کبھی بھی نہیں لگیں جتنی اب لگنے لگی ہو۔ تمہارا یہ انداز کسی نے دیکھا ہی کب ہے شینا۔ اتنا ٹھنڈا اور میٹھا۔" نوشی کے پیار بھرے لہجے پر اس کے دل میں خوشی کی ایک لہر اٹھی تھی۔ میں ان سب کے دل جیت سکتی ہوں پھر اس کے بعد ہم اکھٹے رہیں گے کھانے کی ٹیبل پر اس نے ماما سے کمپیوٹر کلاسز نہ جوائن کرنے کے سلسلے میں بات کر لی تھی۔

"اوکے۔۔۔ایزیووش۔۔۔" ماما نے جیسے اطمینان کی سانس لی تھی اور ساتھ ہی فنرینہ نے بھی کہ ایک بوجھ تو سر سے اترا اسے کمپیوٹر سے رتی بھی بھی دلچسپی نہیں تھی۔

"پہلے تو تمہیں بڑی محبت تھی کمپیوٹرز سے۔"

نورین نے اسے چھیڑا تھا۔ وہ بہت ہلکے پھلکے انداز میں بولی۔

"مائی ڈیئر ضروری تو نہیں کہ کسی چیز سے متعلق ہم ماضی حال اور مستقبل میں ایک سا رویہ رکھ سکیں۔"

"یہ تو پھر غیر مستقبل مزاجی کی حد ہو گئی۔" وہ بحث کرنے والے انداز میں بولی۔ فنرینہ نے شانے اچکائے اور بے پروائی سے بولی۔

"کہہ سکتی ہو اینی وے اب تو یہ ٹاپک کلوز ہی کر دو۔" اس نے ماما کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"اب جو ماما کہیں گی میں وہی کروں گی۔" سب خوشگوار سی حیرت کے حصار میں گھرے اس کی باتیں سن رہے تھے جبکہ نبیل اپنی پلیٹ میں جھکا پر سوچ انداز میں کھانا کھاتے ہوئے اس قدر بڑی اور واضح تبدیلی کے بارے میں غور کر رہا تھا سب سے پہلے آصف کو ہوش آیا تھا۔۔

۔

"انقلاب۔۔۔؟"

"زندہ باد۔۔۔" نوشی اور نورین نے اس کا بھرپور ساتھ دیا تھا پھر ممانی کی خشمگیں نگاہوں سے سب کو تہذیب کے دائرے میں رہنے کا سگنل دیا فنرینہ کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیلی تھی۔

*****

"ماما۔۔۔آپ خفا نہ ہوں تو ایک بات پوچھوں آپ سے؟" وہ ان کے پاس لیٹی لیٹُ ڈرتے ڈرتے پوچھ رہی تھی وہ بیساختہ مسکرادیں۔

"کم آن شینا۔۔۔اب خود میں اس قدر چینج بھی نہ لاؤ کہ مجھے بھی حیرت ہونے لگے۔"

"ماما۔۔۔کیا کبھی آپ کو۔۔۔احساس نہیں ہوا کہ ہماری زندگی کس قدر پھیکی اور اداس سی ہے؟" وہ آہستگی سے پوچھ رہی تھی لخط بھر کو عابدہ سناٹے میں آگئیں پھر فوراً ہی سرسری انداز میں بولیں۔

"زندگی اداس اور پھیکی نہیں ہے بلکہ تم ہی ڈل اور ان ایکٹو ہو گئی ہو۔"

"آپ میرا مطلب نہیں سمجھیں ماما۔" وہ پھیکے اندا میں مسکرائی۔

"دیکھو شینا اگر میرے ساتھ سونا ہے تو یہ وحشت ناک سی باتیں مت کرو۔" انہیں شک سا تھا کہ وہ کس موضوع پر بات کرنا چاہ رہی ہے اس لیے انہوں نے حفظ ماتقدم کے طور پر اسے پہلے ہی بیزاری سے ٹوک دیا اور کچھ انہیں الجھن بھی ہو رہی تھی کہ اس سے پہلے کبھی بھی شینا نے اس لب ولہجے میں بات نہیں کی تھی اور نہ ہی وہ کبھی ان کے ساتھ سونے اور رات دیر تک جاگ کر باتیں کرنے کی ضد کرتی تھی بلکہ اس کے انداز میں اس قدر ہٹ دھرمی اور ضد ہوتی کہ عابدہ کو متواتر غصہ آتا رہتا تھا اور اب اس کا یہ "فدویانہ" انداز عابدہ کو کھٹک رہا تھا۔

"ماما پلیز کبھی تو میرے ساتھ میرے دکھ شیئر کر لیجئے پلیز۔" وہ یکبارگی منت پہ اتر آئی۔ میں بہت لونلی فیل کرتی ہوں۔ سب کے ماں باپ بھائی بہن اکھٹے رہتے ہیں پھر ہم کیوں نہیں رہ سکتے۔ ہم اپنے گھر میں کیوں نہیں جا سکتے ماما؟" عابدہ گنگ بیٹھی اسے بے حد تحیر سے دیکھ رہی تھیں اور فنزینہ کو کب خود پر اختیار تھا وہ رونے لگی۔

"میرا ابھی دل چاہتا ہے کہ میں ابو کو دیکھوں ان سے باتیں کروں ان کے ساتھ رہوں۔ میری تمام فرینڈز اپنے والدین کا ذکر کرتی ہیں اور۔۔۔۔اور باپ کے ذکر پر ان کی آنکھیں میں کتنا پیار اور چمک اتر آتی ہے اور میں۔۔۔" اس کی آواز بھرا گئی۔ اس کی کفیت پر جیسے عابدہ اپنی ذات کے کہڑے میں آن کھڑی ہوئیں تھیں۔

"ماما میرے ابو ہیں نا؟" تو پھر ہم ان کے پاس کیوں نہیں رہتے؟ ہو سکتا ہے کہ وہ آپ ہی کا انتظار کر رہے ہوں اسی گھر میں جسے آپ کبھی جذباتی ہو کر چھوڑ آئی تھیں ہو سکتا ہے کہ انہیں آپ کی تلاش ہو مگر وہ آپ کا پتہ نہ جانتے ہوں۔ ہو سکتا ہے ماما فنزینہ میرے لیے آپ کے لیے روتی ہو۔۔۔وہ کتنی اکیلی ہو گی ماما۔۔۔اپنی ماں کو یاد کر کے وہ کتنا روتی ہو گی۔" وہ مسلسل روتے ہوئے بول رہی تھی۔ عابدہ کا دل جیسے کوئی مٹھی میں لے کر مسل رہا تھا انہوں نے کبھی جذباتیت کو قریب پھٹکنے بھی نہیں دیا تھا یہ اٹھارہ سال انہوں نے محض اپنی انا کی حکمرانی کے تسلط میں گزارے تھے مگر اب ان کی بیٹی جو آج سے پہلے انہیں نادان اور کم فہم لگتی تھی یکلخت ہی انہیں تپتے صحرا میں کھڑا کر گئی تھی ان کی خاموشی پر فنزینہ کے اندر دکھ اترنے لگا۔

"ماما آپ نے ایک چھوٹی سی بات کو ایشو بنا کر اتنا بڑا فیصلہ کر ڈالا جو کہ بالکل غلط تھا آپ نے صرف اپنے بارے میں سوچا میرے اور فنزینہ کے بارے میں نہیں آپ کو صرف یہ دکھ تھا کہ ابو آپ کی محبت پر باہر جانے کو فوقیت دے رہے تھے وہ تو تنہا ہی رہے تھے آپ نے تو

انہیں بالکل ہی اکیلا کر دیا آپ تو اتنے چاہنے والے بھائی اور بھابیوں کے درمیان رہیں وہ تو بالکل تنہا تھے کیسے پالا ہو گا انہوں نے اپنی بیٹی کو۔ کس کس موقع پر آپ کو یاد نہیں کیا ہو گا انہوں نے۔ کیا خبر آپ کو

اپنانے کے فیصلے پر پچھتائے بھی ہوں یہ سب آپ کی غلطی تھی ماما آپ چاہتیں تو معاملات کو پراپر طریقے سے ہینڈل کر سکتی تھیں۔ وہ ساری عمر کے لیے نہیں جا رہے تھے ایک نہ ایک دن انہیں لوٹ کے آنا ہی تھا مگر آپ ہمیشہ سے بہت ضدی اور انا پسند رہی ہیں۔ آپ نے محض اپنی ضد اور انا کا علم بلند رکھنے کے لیے ابو کو ان کی خواہش کی سزا دینے کے لیے ایسا فیصلہ کیا جس نے میری شخصیت کو بھی توڑ پھوڑ ڈالا مجھ سے آپ کو ہمیشہ بد تمیزی اور بد تہذیبی کا گلہ رہا ہے مگر کیا آپ نے کبھی سوچا کہ ایسا کیوں ہے؟ اگر میں اپنے باپ کے متعلق پوچھتی نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے کبھی اس کی محبت اس کی شفقت کی طلب ہی نہیں ہوتی۔ قدم قدم پر میں نے ان کی کمی کو محسوس کیا ہے ماما دوستوں کے ابو کے متعلق پوچھنے پر میں انہیں ٹھیک طرح سے کچھ بتا ہی نہیں پائی کہا کہوں ان سے۔۔۔ کہاں ہیں وہ؟ آپ نے بہت غلط کیا ماما۔۔۔ بروکن فیملی کے بچے کبھی بھی نارمل طریقے سے نشو و نما نہیں پا سکتے آپ نے میرے ساتھ' فنزینہ کے ساتھ ظلم کیا ہے کیا مجھے ابو کی اور فنزینہ کو آپ کی ضرورت نہیں تھی؟ کیوں آپ لوگوں نے ہم سے ہماری محبتیں ہمارا حق چھین لیا۔۔۔ فنزینہ کیا سوچتی ہو گی آپ کے بارے میں۔۔۔ ہو سکتا ہے وہی سوچتی ہو جو چھوڑ کے جانے

والی ماؤں کے متعلق بچے سوچتے ہیں یا ہو سکتا ہے کہ اس کی شخصیت بھی میری طرح نامکمل ہو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو۔ ماما آپ نے ایسا کیوں کیا۔ کیوں آپ نے ہمیں اور ہمارے جذبات واحساسات کو نظر انداز کر دیا۔۔۔ کیوں ماما۔۔۔ کیوں؟"

وہ بے حد منتشر ہو رہی تھی۔ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ برسوں بعد عابدہ کا دل جیسے پگھلنے لگا تھا۔ اس کی باتیں انہیں اندر تک جھنجوڑ گئی تھیں پہلے کبھی انہیں اپنی جلد بازی اور ضد کا احساس ہونے لگتا تھا تو وہ اس احساس کو جھٹک کر زندگی کے ہنگاموں میں پناہ لے لیتی تھیں جب تک وہ چپ رہی انہیں کبھی احساس زیاں نہیں ہو مگر آج جیسے وہ پھٹ پڑی تھی۔

برسوں کا لاوا ایسے نکلا کہ ان کی ضد' انا اور ہٹ دھرمی کو خاکستر کر گیا۔

ان کے پاس بولنے کو کچھ بچا ہی نہیں تھا۔ آج ان کی بیٹی انہیں گناہگار ٹھہرا گئی تھی۔ وہ انہیں غلط کہہ رہی تھی تو پھر جو بیٹی باپ کے پاس تھی وہ انہیں کیا کہہ رہی ہو گی؟ ان کا ہاتھ فنزینہ کے بالوں میں اور نگاہ خلا میں ٹھہر سی گئی تھی۔

******

ماما بالکل چپ سی ہو گئی تھیں۔ نہ انہوں نے فنزینہ کی باتوں کا کوئی جواب دیا اور نہ ہی تردید یا یا تصیح کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ فنزینہ ان کے رویئے سے بہت دلرداشتہ ہو رہی تھی۔

انہوں نے صرف اسی معاملے میں چپ سادھی تھی ورنہ عام روٹین میں ان کے انداز میں در آنے والی خفیف سی سختی فنزینہ سے چھپی نہیں رہ سکی تھی۔

اب بھی انہوں نے حکم صادر فرمایا تھا کہ وہ نبیل کے ساتھ جا کر جیولر سے وہ سیٹ لے آئے جو وہ پسند کر کے آئی تھیں۔

"آپ نے پسند کر لیا پھر میرے جانے کی کیا ضرورت ہے۔" وہ منمنائی تھی۔

"ضرورت ہے اگر تمہیں پسند نہ آیا تو کوئی دوسرا سیٹ دیکھ لینا۔ آفٹر آل تمہارے لیے خرید رہی ہوں میں۔" وہ چیک بک اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے سرد لہجے میں بولیں تو اس کی ہمت پست ہو گئی۔

"نوشی تم بھی چلو۔۔۔" وہ تنہا نبیل کے ساتھ جانے سے خوفزدہ تھی کیا خبر راستے میں ہی احتساب کا رجسٹر کھول لیتا۔

"دیکھ نہیں رہیں میں اتنا ضروری کام کر رہی ہوں۔" بیڈ شیٹ پر پینٹ کرتی نوشی نے صفا چٹ جواب دیا تھا وہ سلگ کر رہ گئی کاش یہاں میری جگہ ثینا ہوتی۔

"بنک سے پیسے نکلوا لینا۔" ماما نے نکلتے وقت تنبیہ کی تھی۔

پھوپو سے کچھ کہا ہے تم نے۔۔۔ چند دنوں سے"

وہ بہت الجھی ہوئی ہیں۔" گاڑی مین روڑ پر دوڑاتے ہوئے وہ اس سے مخاطب ہوا تھا۔ کوفت و بیزاری کی لہر اس کے دل و دماغ میں دوڑ گئی۔ ایک تو اس شخص کو جرح کرنے کا بہت شوق ہے۔

"ضروری تو نہیں کہ ہر الجھن کا باعث میری ذات ہی ہو۔" وہ چڑ کر بولی تھی۔ وہ ذرا سا ہنسا۔

"ہاں۔۔۔ ضروری تو نہیں۔" اس نے بینک کے سامنے گاڑی روکی تھی۔

"لاؤ چیک۔۔۔" اس نے ہاتھ فنزینہ کے آگے پھیلایا۔

"چیک تو نہیں ماما نے یہ چیک بک دی تھی۔" وہ بیگ پر جھکتے ہوئے بولی اور چیک بک نکال کر نبیل کی طرف بڑھا دی۔

"تو چیک بنا کر دو نا۔ میرے خیال میں تو یہ تمہاری ہی چیک بک ہے۔" وہ اس کا نام چیک بک پر لکھا دیکھ کر طنزیہ لہجے میں بولا اس کے وجود میں جیسے سنسنی دوڑا اٹھی۔ اس نے مرے مرے انداز میں چیک بک پکڑ کر دیکھی۔۔۔ "شہزینہ علیم"

"اوہ گاڈ۔۔۔ واٹ دا ہیل؟" وہ ہونٹ کاٹتی گاڑی کی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی اب جو بھی تھا شہزینہ کے سائن تو وہ نہیں کر سکتی تھی اس کی جگہ لینا تو اور بات تھی۔

"میں کیا نوکر لگا ہوں تمہارا جو انتظار میں کھڑا رہوں جلدی سے چیک بناؤ۔" نبیل کا لہجہ برہم تھا اسے رونا آنے لگا اتنی سختی اور غصہ اس نے دیکھا ہی کب تھا بس جب سے اس گھر میں آئی تھی مسلسل زیر عتاب تھی۔ شہزینہ کے بوئے کا پھل اسے مل رہا تھا۔

"میں نہیں بنا رہی کوئی چیک۔۔۔" اس نے چیک بک بیگ میں ٹھونسی انداز ایسا ہی تھا جیسے اس نے آر یا پار کر فیصلہ کر لیا ہو۔

"تمہارا دماغ صحیح ہے۔۔۔ یو نو واٹ یو آر ڈوئنگ؟" نبیل کا پارہ ہائی ہونے میں دیر نہیں لگی وہ ارد گرد کا دھیاں کیے بغیر زور سے بولا تھا۔ جو دل کو مضبوط کیے بیٹھی تھی خائف سی دروازے کے ساتھ لگ گئی۔

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ؟" وہ سیدھا اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا وہ تیزی سے پلکیں جھپک کر نمی کو روکنے لگی۔

"کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔ ایکچوئلی میں یہ جیولری ماما کے روپوں سے لینا چاہتی ہوں گھر سے نکلتے ہوئے مجھے یاد نہیں رہا کہ ان سے بات کر لوں۔۔۔ آئی ایم سوری تمہیں میری وجہ سے ٹینشن ہوئی۔" وہ جلدی جلدی جو سوجھ رہا تھا بولے جا رہی تھی اور نبیل ایک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم یوں کیوں نہیں کرتی کہ فی الحال یہی روپے استعمال کر لو اور بعد میں ماما سے لے لینا" اب کے بار اس کے لہجے میں سختی کم تھی مگر فنزینہ کے لیے اس کی یہ ترکیب بھی ناقابل قبول تھی اور سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ وہ اس کے مسئلے کو نہیں سمجھتا تھا۔

"نہیں۔۔۔" اس نے نفی میں سر ہلایا تو اس کی فضول ضد پر نبیل نے ہونٹ بھینچ کر بمشکل غصہ ضبط کرتے ہوئے گاڑی ایک جھٹکے سے آگے بڑھائی جس طرح جھٹکوں سے وہ گیئر بدل

رہا تھا فنزینہ کو اس کے غصے کا اندازہ کرنے میں بھی ذرا بھی دشواری پیش نہیں آ رہی تھی۔

صرف یہ بندہ سیٹ ہو جائے تو میرا اسار اڈر اور خوف دور ہو جائے اس نے بے اختیار سوچا تھا۔

شینا تو نا جانے کب لوٹتی اتنی دیر تک تو اسے کچھ بھی ہو جاتا اپنی اصلیت چھپانا ہی تھی۔

"نبیل۔۔۔" اس نے بہت ڈرتے ڈرتے اسے پکارا تھا۔

"کیا ہے؟" وہ ونڈ اسکرین سے نظریں ہٹائے بغیر بزار کن لہجے میں بولا تو فنزینہ کو اپنی ہمت ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"وہ۔۔۔ تم۔۔۔ ناراض ہو مجھ سے؟" وہ بیگ کا اسٹریپ مسلتی بہت جھجک کر پوچھ رہی تھی ۔ نبیل جیسے منوں حیرت میں ڈوبنے لگا۔

"خیریت تو ہے۔۔۔ آج تمہیں میری ناراضگی کا خیال کیسے آ گیا؟" وہ طنزیہ لہجے میں پوچھنے لگا فنزینہ نے

اس کے بولنے کو غنیمت جانا۔

"پلیز نبیل۔۔۔ اب تو میں بہت بدل گئی ہوں سب فضول حرکتیں میں نے چھوڑ دی ہیں ماما کو تنگ کرنا۔ تم سب سے جھگڑنا پھر بھی تم مجھ سے خفا کیوں رہتے ہو؟" وہ بہت عاجزی سے پوچھ رہی تھی وہ سلگ کر بولا۔

"یوں پوز مت کرو شہزینہ علیم۔۔۔ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میرے اس رویئے کی وجہ صرف اور صرف تم ہو۔" فنزینہ اس کے الفاظ پر دھک سے رہ گئی۔

"میں۔۔۔؟۔۔۔میں کیسے۔۔۔؟میں تو تم سے دوستی کرنا چاہتی ہوں نبیل۔یو آر مائی کزن۔"نبیل نے ریسٹورنٹ کے سامنے گاڑی روک کر تھکے تھکے سے انداز میں اس کی طرف دیکھا تھا۔

"مت دو مجھے لہجے کا فریب۔۔۔۔اسی انداز سے دھوکا کھایا تھا پہلے بھی میں نے۔"اس نے انداز میں کاٹ تھی۔فنزینہ دل مسوس کر رہ گئی۔لگتا ہے اس بندے کا دل بہت بری طرح دکھایا ہے شینا نے چلو جو میں کر سکتی ہوں وہ تو کر دوں تاکہ جب تک شینا آئے ماحول خوشگوار ہو چکا ہو اور یہ بندہ بھی اپنی منزل پالے کیوں نہ میں اس کی منزل تک پہنچے والا راستہ بتا کر اس کے فیصلہ کرنے کو آسان بنا دوں وہ بہت مضبوط قدموں سے چلتی نبیل کے ہمراہ ریسٹورنٹ میں داخل ہوئی۔وہ لوگ قدرے کارنر والی ٹیبل پر بیٹھے تھے۔

"کیا میں اس تبدیلی کی وجہ جان سکتا ہوں۔"

نبیل نے بے حد سنجیدگی سے وہیں سے بات شروع کی تو وہ جو اسی خطرے کے پیش نظر اندر ہی اندر الفاظ ترتیب دے رہی تھی چونک گئی۔

"میں اپنی متلون مزاجی سے اکتا چکی ہوں یہ ضد' بے صبری اور ہٹیلا پن مجھے تھکانے لگا ہے میں اپنی طبیعت کی وجہ سے تم سب لوگوں سے دور ہوتی جا رہی ہوں اور میں یہ نہیں چاہتی۔"وہ بنا سوچے سمجھے الفاظ بول رہی تھی انداز میں نرمی اور حلاوت' چہرے پر سادگی اور

معصومیت' نبیل نے عجیب سے احساس میں گھر کر اسے دیکھا اور پھر آگے جھک کر اس نے بازو میز پر ٹکائے اور چبھتے ہوئے لہجے میں بولا۔

"اور اگر تمہاری اس تبدیلی کو بھی تمہارے مزاج کا حصہ سمجھوں تو۔۔۔؟"نبیل کی بت پر وہ بے اختیار تڑپ اٹھی۔

"نہیں نبیل۔۔۔یہ فیصلہ میں نے بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔میں ماما سے تم لوگوں سے دور نہیں رہ سکتی میں ہر پل تم لوگوں کے ساتھ گزارنا چاہتی ہوں۔تم لوگوں کا حصہ بن کر رہنا چاہتی ہوں۔بتنا چاہتی ہوں جنھیں میں بیس برسوں سے بھلائے ہوئے ہوں۔میں تم لوگوں سے الگ نہیں ہونا چاہتی۔۔۔پلیز نبیل۔۔۔۔پلیز"وہ بنا سوچے سمجھے بول رہی تھی وہ سب جو کبھی اس نے صرف خود کلامی کے انداز میں خود سے کہا تھا اور اس کے بے آواز بہنے والے آنسو نبیل کو جیسے مسریز کر گئے تھے۔

"میں سب گھر والوں سے شرمندہ ہوں۔میں نے ان سب کو بہت تکلیف پہنچائی ہے۔میرا نہیں خیال کہ آج تک میرے فیصلے سے کبھی بھی کوئی خوش ہوا ہو۔۔۔۔میں نے ہمیشہ وہی فیصلہ کیا ہے جو ماما کو ناپسند ہو۔ماموں لوگ جس کی مخالفت کریں۔تمہیں غصہ آئے۔۔۔مگر۔۔۔مگر اب میں وہ سب کچھ بھلا کر نئی زندگی شروع کرنا چاہتی ہوں نبیل کیا تم لوگ مجھے قبول کر لوگے؟"

وہ نادانسگتی میں اس لمحے صرف اور صرف فنزینہ علیم بن کر بات کر رہی تھی جو اپنی ماں اور ننھیال والوں کی دیوانی تھی مگر اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ مقابل کو کونسی راہ دکھا رہی ہے۔ کن خوش گمانیوں میں جکڑ رہی ہے۔ نبیل کی آنکھوں میں اتری بے یقنی پر یکلخت ایک چمک سی حاوی ہو گئی۔ یہ وہ شینا تو نہیں تھی جو ایک لمحے میں چٹخا کر رکھ دیتی تھی جو اپنی ضد اور ہٹیلے پن میں اس جیسے مضبوط مرد کو بھی درخواعتنا نہیں جانتی تھی۔ نخوت اور ڈھٹائی جس پر ختم ہوتی تھی۔ ہر وقت تنے ابرو اور اکڑی گردن لیے وہ جیسے نبیل کے ضبط کا امتحان لینے پر آمادہ رہتی۔۔۔ یہ تو ایک معجزہ تھا

کہ اب وہ اپنی معصومیت اور سادگی بھری ساحرانہ باتوں سے اس کے دل کے بند کواڑوں کو بہت آہستگی سے بہت نرمی سے کھولتی چلی جا رہی تھی اور وہ جو یہ سمجھتا تھا کہ اس نے اپنے دل کے دروازے پر "شینا ناٹ الاؤڈ" کا بورڈ لگا یا دیا ہے شش و پنج میں تھا کہ کیا سمجھے اور کیا نہ سمجھے وہ ہتھیلیوں سے آنکھیں رگڑ رہی تھی۔

"یہ لو۔۔۔اتنا ظلم مت کروان پر۔" نبیل نے رومال نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔اس کے لہجے میں نرمی تھی۔ فنزینہ نے بے یقنی سے اس کی طرف دیکھا۔ زبان جیسے شل ہو گئی۔

"مجھے تم پر اعتبار کرنے میں بہت دیر نہیں لگے گی شینا۔ اینی وے! ویلکم بیک"

وہ مہربان سے لہجے میں بولتا فنزینہ کی آنکھوں کو چھلکا گیا۔

"تھینک یو نبیل۔۔۔ تھینک یو ویری مچ۔"

"اچھا اب یہ برسات بند کرو۔ لوگ خوامخواہ مشکوک نظروں سے دیکھ رہے ہیں ہمیں۔" اس نے فنزینہ کی شکر گزاری کو نظرانداز کرتے ہوئے ویٹر کو اشارہ کیا۔

"تھینک گاڈ۔۔۔ ایک مرحلہ تو طے ہوا۔" فنزینہ نے رومال چہرے پر رکھتے ہوئے طمانت سے سوچا تھا۔

"ہیلو۔۔۔"

نامانوس سی مردانہ آواز پر فنزینہ نے مڑ کر دیکھنا مناسب نہیں سمجھا اس نے یہی خیال کیا کہ اگر کوئی مرد ہے تو یقینا نبیل کا جاننے والا ہوا گا۔

"ہیلو۔۔۔" جوابا نبیل کا انداز روکھا پھیکا سا تھا۔

"شینا تم کیسی ہو؟" اب بڑی بے تکلفی سے اس سے پوچھا جا رہا تھا وہ دھڑکتے دل پر قابو پا کر اس اجنبی کی طرف متوجہ ہوئی۔

"آئی ایم فائن۔" اس کا انداز محتاط تھا۔ بلیو جینز اور اسکائی بلیو شرٹ میں وہ اچھا خاصا اسمارٹ اور خوبرو بندہ تھا۔

"اے خدا اب تو ہی عزت رکھنے والا ہے۔" اس نے دل میں دعا کی تھی۔

"کین آئی جوائن یو۔۔۔؟"

وہ کرسی کی پشت پر ہاتھ رکھے مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ فزرینہ نے بمشکل تھوک نگل کر اثبات میں سر ہلایا اب اسے یہ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آنے والے سے باتیں اسے کرنی چاہئیں یا نبیل کا دوست ہے وہ۔

"میں کئی روز سے تمہیں کنٹیکٹ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں مگر کامیابی نہیں ہوئی۔" وہ شکایت آمیز لہجے میں نبیل سے مخاطب تھا۔ فزرینہ گہری سانس لے کر اپنی آئس کریم کی طرف متوجہ ہوگئی۔ میں خوامخواہ ڈر رہی تھی۔ وہ دل ہی دل میں اپنی بزدلی پر ہنسی مگر اگلے ہی پل آئس کریم اس کے خلق سے اٹکنے لگی۔

"میں تم سے کہہ رہا ہوں شینا۔۔۔" ویئر آر یو؟" وہ جیسے بہت چڑ کر بولا تھا اس نے دہل کر نبیل کا آگ برساتا چہرہ دیکھا اور اپنے سامنے پڑے آئس کریم کپ میں بلاوجہ چمچہ ہلا رہا تھا۔

"دیکھیں۔۔۔ میں اس وقت آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی۔" اس نے بہت کوشش کے بعد خود کو کمپوز کیا تھا اور مقابل کا چہرہ دیکھ کر وہ کنفیوژن کا شکار ہونے لگی وہاں ایسے تاثرات تھے جیسے اسے "شینا" سے ایسے لہجے کی توقع نہ ہو۔

"واٹ۔۔۔ کیا کہہ رہی ہو تم؟"

"پلیز۔۔۔ آپ اس وقت چلے جائیں یہاں سے۔" اس نے دل مضبوط کر کے اپنا گزشتہ انداز برقرار رکھا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔۔ اب ان باتوں کا کیا مقصد ہے جبکہ ہر بات طے ہو چکی ہے۔" وہ جیسے بہت ہرٹ ہوا تھا۔

"پلیز نبیل۔۔۔ ان سے کہو کہ چلے جائیں یہاں سے۔" وہ وحشت زدہ سی نبیل سے بولی وہ جو اس کی آنکھوں اور چہرے پر چھائی اجنبیت اور ناآشنائی کی واضح جھلک دیکھ رہا تھا چونک گیا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں یہ تم لوگوں کا معاملہ ہے۔" وہ پہلو بچا گیا۔ ویسے بھی وہ شینا کے بدلے بدلے انداز اب سنجیدگی سے نوٹ کر رہا تھا۔

"میرے خیال میں تم اپنے حواسوں میں نہیں ہو اینی وے جب دماغ ٹھکانے آجائے تو مجھے اطلاع کر دینا۔" وہ سرد لہجے میں کہتا کرسی کھسکا کر اٹھا اور تیز قدموں سے چلتا باہر نکل گیا۔

"اوہ مائی گاڈ۔۔۔" فزرینہ نے ماتھے پر آجانے والا پسینہ رومال سے خشک کیا۔

"جانتی ہو کون تھا یہ۔۔۔؟" نبیل اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے معنی خیز لہجے میں پوچھ رہا تھا اس کا دل دھڑکنے لگا۔

"فاگیٹ اٹ۔۔۔ اس نے بات سنبھالنا چاہی۔"

"یہ ذیشان حیدر تھا۔۔۔" وہ اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے اسے بغور دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا مگر فزرینہ کے چہرے پر ایسا کوئی تاثر نہیں ابھرا جس سے اندازہ ہوتا کہ وہ اس نام کے کسی بندے سے واقف ہے۔

"یہ۔۔۔ابو کے دوست کا بیٹا ہے۔۔۔۔" وہ اسے بتاتے ہوئے پلک جھپکے بنا اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا وہ اسے ٹوک گئی۔

"یس۔۔۔آئی نو۔۔یہ بڑے ماموں کے دوست کا بیٹا تھا مگر ان لوگوں کو اتنی سینس تو ہونی چاہے کہ ہر جگہ اتنی فرینک نیس اچھی نہیں لگتی اور پھر میں اجنبیوں سے اس قدر بے تکلفی پسند نہیں کرتی۔" اپنی دانست میں اس نے بڑی عقلمندی اور ہوشیاری سے بات سنبھالی تھی مگر وہ یہ نہیں دیکھ سکی کہ اس کی بات نے نبیل کو گنگ اور ششدر کر دیا تھا۔

*****

"یہ ذیشان حیدر تھا۔" اس کے کانوں میں اپنی آواز لہرائی اور ساتھ ہی آنکھوں کے آگے اس کا بے تاثر سا چہرہ۔ وہ کھڑکی سے لان میں جھانکتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگا۔

"امیزنگ۔۔۔ویری اسٹرینج" ذیشان حیدر وہ شخص تھا جس کے پیچھے شہزینہ علیم نے نبیل عباس کو ٹھکرا دیا تھا اور یہ بات فقط شہزینہ اور نبیل ہی جانتے تھے مگر آج جو کچھ ریسٹورنٹ میں ہوا تھا اور اس قدر عجیب اور حیران کن تھا کہ نبیل بری طرح الجھ کر رہ گیا تھا۔ وہ ذیشان حیدر کو پہچان نہیں پائی تھی اور جب نبیل نے محض آزمانے کے لیے اس سے جھوٹ بولا کہ

وہ ابو کے دوست کا بیٹا ہے تو وہ کس قدر آسانی سے مان گئی حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ ذیشان حیدر شہزینہ کی بیسٹ فرینڈ سدرہ کا بھائی تھا۔ اس روز جب وہ سدرہ کی پارٹی میں نہیں گئی تھی تو وہ سمجھا کہ شہزینہ اور ذیشان حیدر میں کوئی ناراضگی ہے مگر اب اسے سمجھ آ رہا تھا کہ۔۔۔او مائی گاڈ۔۔۔تو وہ واقعی سدرہ کا ایڈریس نہیں جانتی تھی۔ بچپن سے اس کے گھر جانے کے باوجود لیکن کیوں۔۔۔؟ اور فلزا۔۔۔اور جب میں نے خضر سے فرمائش والی بات کی تو اس نے کیا جواب دیا تھا حالانکہ اس نے خضر سے اس کے پالتو ٹائیگر کی فرمائش کی تھی۔ بھلا وہ اسے الماری میں۔۔۔؟ اور اس کی رائٹنگ۔۔۔چیک سائن نہ کرنا یہ نرمی یہ حلاوت یہ معصومیت یہ سادگی۔ یہ سہما سا انداز۔ او مائی گاڈ۔۔۔ہاؤ میڈ آئی ایم۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھاما تھا۔ ایک پزل تھا جو حل کر رہا تھا سوچوں نے اس کے دماغ کو شل کر دیا تھا۔ اب پتہ چلے گا شہزینہ علیم کہ تمہارا "اصل" کیا ہے۔ اس نے جلتی آنکھیں موند کر گہری سانس اندر کھینچی تھی۔

*****

وہ بہت ریلیکسڈ سی بیٹھی ہلکا میوزک آن کیے آنکھیں موندے ہوئے تھی جب آصف کے ساتھ ساتھ نورین اور نوشی آن وارد ہوئے مگر یہ آمد پر سکون ہر گز نہیں تھی۔

"اوہو۔۔۔ادھر تو انداز ہی بدلے ہوئے ہیں بلکہ ادھر رنگ اور "ادھر" ڈھنگ ہی بدلے ہوئے ہیں۔" آصف نے وسلنگ کرتے ہوئے اونچی آواز میں کہا تو وہ آنکھیں کھول کر انہیں دیکھنے لگی۔

"کیا ہو گیا ہے؟"

"لو اسے کہتے ہیں مرے تھے جن کے لیے وہ رہے وضو کرتے۔"

"اوہوں۔۔۔آصف بھائی اتنی خوشی کے موقع پر دل ہلانے والی باتیں تو مت کریں۔"

نورین نے واقعی دہل کر آصف کو ٹوکا تھا۔

"کچھ پتہ بھی ہے باہر کیا ڈسکشن ہو رہی تھی بلکہ ہو چکی ہے؟" نوشی نے سسپنس پھیلایا تو وہ استفہامیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی جواب آصف نے دیا مگر زرا سر میں۔

میری بنو کی آئے گی برات کہ ڈھول بجاؤ جی

میری لاڈو کی آئے گی برات کہ ڈھول بجاؤ جی

پہلے تو وہ نا سمجھی کے عالم میں انہیں دیکھتی رہی پھر ایک دم خوش ہو اٹھی۔

"کیا واقعی۔۔۔؟" اس کی یہی خیال تھا کہ آصف اور نوشی کی شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی ہے۔

"چہ۔۔۔چہ۔۔۔" آصف نے ناسف سے سر ہلایا۔ "شرم و حیا تو نایاب ہو کر رہ گئی ہیے اب۔"

"اس میں شرم و حیا والی کون سی بات ہے بھلا؟"

"بھئی تمہاری ڈیٹ فکس ہوئی ہے تمہی اتنی اچھل کود کرو گی تو سبھی یہی کہیں گے۔" نوشی نے مزے سے کہا تو اسے اپنے پرخچے اڑتے محسوس ہوئے۔

"میری۔۔۔؟" وہ گم سم سی تھی۔ "مگر۔۔۔کس کے ساتھ؟"

"یا اللہ۔۔۔اس لڑکی کو عقل سلیم سے نواز۔" آصف نے کراہ کر دعا مانگی تھی۔ نوشی نے شریر لہجے میں فوراٹوکا۔

"شہزادہ سلیم کہو بدھو۔۔۔اپنا نبیل بھلا شہزادہ سلیم سے کم ہے کیا؟"

"مگر شہزادہ سلیم تو انارکلی کو پسند کرتا تھا۔" نورین نے نکتہ اٹھایا جو کہ وہ اپنا فرض خیال کرتی۔

"وہ سردیوں کی بات تھی گرمیوں میں انار نہیں ہوتے۔" آصف نے اطمینان سے جواب دیتے ہوئے بستر پر ڈھیر ہو گیا۔

"تم بہت بدل گئی ہو شینا! اور تمہاری یہ تبدیلی ہم سب کو بہت پسند ہے یہی وجہ ہے کہ وہی نبیل جو تم سے سیدھے سبھاؤ بات نہیں کرتا تھا اس نے تائی جان سے شادی کی بات کر لی ہے۔" نوشی نے کھلکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ انجان نظروں سے اسے دیکھے گئی۔

"کتنی حیرانگی کی بات ہے کہ میں شینا کی مسند عالیہ پر اس قدر بے تکلفی سے براجمان ہوں اور ابھی تک میرا سر سلامت ہے۔" آصف کا انداز پر تشویش تھا۔

"تو آپ کو غم کس بات کا ہے۔ سر نہ ٹوٹنے کا؟" نورین کو ہنسی آ گئی۔

"میں جو ہوں اس کام کے لیے کب تک غیروں سے کہو گے غیروں سے سنو گے؟" نوشی نے بڑی معصومیت سے پلکیں جھپکائی تھیں وہ اسے گھورنے لگا۔

"اسے کیا ہو گیا ہے۔۔۔ وہ کیا کہتے ہیں کہیں شادی مرگ ٹائپ کی شے تو اس پر حملہ آور نہیں ہو گئی" نوشی نے شرارت سے کہتے ہوئے اس کا منہ اوپر کیا تو کتنے ہی گرم قطرے اس کے ہاتھ کو بھگو گئے۔

"شینا کیا ہوا۔۔۔؟" وہ گڑبڑا گئی۔ آصف بھی حیرت کے مارے اٹھ بیٹھا۔

"کم آن شینا۔۔۔ اس قدر ان ایکسپکٹیڈ تو نہیں ی ہ بات منگنی ہوئی تھی تو شادی بھی ہونا ہی تھی نا۔" نوشی نے سوچا شاید وہ دلگرفتہ ہو رہی ہے۔

"سچ کہہ رہی ہو۔۔۔؟" آصف گویا بے چینی سے چلایا تھا۔

"اوہ میرے خدایا میں تو سمجھ رہا تھا کہ بس منگنی تک ہی بات رہتی ہے یعنی تم رخصت ہو کر بھی آؤ گی؟" وہ بات کو اپنے اوپر اپلائی کرنے لگا۔ نوشی بس دانت پیس کر رہ گئی۔

"تم خوش قسمت ہو بس ایک کمرے سے

دوسرے کمرے میں رخصت ہو کر جاؤ گی وہ بھی تو ہیں جو سات سمندر پار وداع ہو کر جاتی ہیں۔" نورین بڑی سمجھداری کا مظاہرہ کر رہی تھی مگر اسے دلوں کے حال کا کیا پتہ تھا وہ تو کیا خدا کے بعد کوئی بھی نہیں جان سکتا تھا کہ اس کی دھڑکنیں کیسے تھمتی جا رہی ہیں۔

"ویسے بھائی ہیں بڑے رستم۔۔۔ کہاں تو یوں لگ رہا تھا جیسے کبھی شادی نہ کرنے کی قسم کھائے بیٹھے ہیں اور کہاں وہ یہ کہ ہتھیلی پر سرسوں جمانے پر تلے ہیں۔"

"بھائی کس کا ہے آخر۔۔۔ میں بھی ایسے ہی کروں گا۔"

"میں شینا نہیں ہوں شوٹ کر دوں گی تمہیں۔" وہ تینوں اپنی اپنی بولیاں بول رہے تھے اور بس سائیں سائیں کرتے دماغ کے ساتھ ان کے درمیان بیٹھی تھی۔۔۔ کتنی ہی دیر وہ نوک جھوک کرتے رہے پھر اس کی بدستور خاموشی کو محسوس کر کے آصف بہت بددلی سے اٹھا تھا۔

"چلو بھئی۔۔۔ یہاں تو خوشی کا نام ونشان تک نہیں ہے۔" وہ سخت بے مزہ ہوا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ہمیشہ کی طرح وہ لڑے جھگڑے گی مگر اس کے سپاٹ چہرے اور سرد خاموشی نے اسے مایوس کر دیا۔ وہ تینوں چلے گئے تھے۔ میرے خدا! چھوٹی سی خواہش کی سزا آخر کب تک؟ اس کے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا۔ آنسوؤں کو نکاسی کا راشتہ ملا تو وہ بہتے ہی چلے گئے۔

کتنے قریب ہے میری ماں مگر میں اس سے اپنے دل کی باتیں نہیں کر سکتی اپنا غبار نہیں نکال سکتی۔ وہ گھٹنوں پر سر رکھ کر رونے لگی۔ نبیل اپنی جھونک میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتا تھا۔ کھٹکے پر فنرینہ نے بے اختیار سر اٹھا کر دیکھا تو وہ وہیں کھڑا رہ گیا۔ فنرینہ نے تیزی سے دوپٹے سے چہرہ رگڑ ڈالا۔

"ایسے کسی کے کمرے میں نہیں آتے۔ پہلے دروازہ ناک کرتے ہیں۔" وہ بے حد ناگواری سے بولی تھی۔ نبیل گہری سانس لے کر آگے بڑھ آیا۔

"میرا خیال ہے کہ تمہیں خبر مل چکی ہوگئی میرے فیصلے کی؟" فنزینہ کچھ بولی نہیں بس آزردگی سے بازو گھٹنوں پر رکھتے ہوئے ان پر چہرہ ٹکا کر کارپٹ کو گھورنے لگی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے۔ نبیل اس کی بہن کا منگیتر تھا۔ اگر شینا یہاں ہوتی تو اس کی شادی ہو رہی ہوتی اب اگر فنزینہ انکار کر دیتی تو شینا کے لیے مسئلہ بن جاتا۔ اسے شینا بن کر معاملہ ہینڈل کرنا تھا۔ اسے شینا اور ذیشان حیدر والے قصے کی خبر نہ تھی ورنہ وہ ابھی اور اسی وقت نبیل کو انکار کر دیتی (جب تک شینا نہیں آجاتی تب تک تو اس مسئلے کو سنبھالنا ہی ہے)

اس نے اندر ہی اندر خود کو تسلی دی تھی۔

"تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"آئی ایم سوری شینا۔ یہ سب تمہارا قصور ہے اگر تم مجھے اس رشتے کے متعلق ایک لفظ بھی بتا دیتیں تو میں کبھی ادھر کر رخ نہیں کرتی۔" وہ سوچ رہی تھی۔

"لیکن۔۔۔ میں اتنی جلدی یہ سب کچھ نہیں چاہتی۔" اس نے بے حد مشکل سے یہ ایک جملہ کہا تھا۔

"جو کل ہونا ہے آج ہی ہو جائے تو کیا برا ہے شینا؟" وہ آہستگی سے کہتے ہوئے گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"گزرے سالوں میں تم نے مجھے بہت مایوس کیا تھا شینا۔ میری محبت میرے جذبوں کو تم نے اپنی سرکشی اور خود غرضی سے مٹا ڈالا۔ میں نے تم سے بہت نفرت کی شینا بہت۔۔۔۔ مگر اب مگر اب سب بدل دیا ہے تم نے برسوں کی نفرت' اکتاہٹ و بیزاری کو چند دنوں میں پانی کے بلبلے کی طرح ختم کر دیا ہے میرا دل تمہاری طلب کر رہا ہے۔ میری محبت کو تمہاری پزیرائی چاہیے میرے جذبوں کو یقین چاہیے اور مجھے۔۔۔ مجھے تم۔" وہ بہت بوجھل لہجے میں کہہ رہا تھا۔ اس کی نظریں فنزینہ کی آنکھوں کے راستے سے گویا دل میں اترتی جا رہی تھیں اور فنزینہ۔۔۔ اسے تو اب اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کا احساس ہو رہا تھا جو اس نے یہاں آکر کی تھی۔ نبیل کی محبت' اس کے جذبات' لہر

نہیں تھے جو اسے بھگو کر واپس لوٹ جاتے وہ تو سمندر تھے۔ وسیع و عریض گہرا سمندر۔۔۔ ۔ وہ لاکھ ہاتھ پیر مارتی مگر سچے اور کھرے جذبوں کا بھنور اسے اندر ہی اندر کھینچے جا رہا تھا۔ اس کی خاموشی پر وہ چند لمحوں تک اسے دیکھتا رہنے کے بعد لب بھینچے اٹھ گیا۔ وہ جا چکا تھا اس کے جانے کے ساتھ ہی فنزینہ کو اپنے پہلو کے خالی ہونے کا احساس ہوا تو وہ ششدر رہ گئی۔

یہ کیسی آزمائش ہے میرا خدا۔۔۔ وہ وحشت زدہ سی ہو اٹھی۔ وہ بہت سادہ سی لڑکی تھی اب تک اس نے بہت سیدھی اور سپاٹ زندگی گزاری تھی مگر یہ دو ماہ اس کے لیے جیسے طوفان بن کر آئے تھے۔ رات اس نے پھر سے اسلام آباد فون ملایا۔ اسے علم تھا کہ جب تک شہزینہ

اور ابو واپس نہیں لوٹ آتے شمیم اور اس کا شوہر گھر ہی پر ہوں گے مگر شمیم سے بات کر کے دل کا بوجھ اور بڑھ گیا۔

"ان کا جی فون آیا تھا ابھی چند دن اور وہ سیر کریں گے۔ آپ اپنا نام بتا دیں تو میں انہیں کہہ دوں گی۔" وہ بڑی سادگی سے بتا رہی تھی۔

"ان لوگوں کا فون نمبر نہیں مل سکتا کیا؟" اس نے بے چینی سے پوچھا تھا۔

"نہیں جی۔۔۔ پتہ نہیں کس ہوٹل سے فون کیا تھا انہوں نے۔" شمیم کی بات نے اس کی امیدوں پر منوں برف ڈال دی۔

"اچھا پھر اب جب تمہاری فنزینہ بی بی کا فون آئے تو انہیں بتا دینا کہ لاہور سے ان کی دوست نے فون کیا تھا اور وہ فوراً مجھ سے بات کریں۔" اس نے بے حد تاکید کرتے ہوئے ایک بار پھر اپنا پیغام دہرایا تھا۔

"اچھا جی میں کہہ دوں گی۔" شمیم نے تابعداری کا مظاہرہ کیا تھا۔ وہ تھکے تھکے انداز میں ریسیور رکھ کر ہاتھ میں چہرہ چھپا کر خود پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی۔

******

وہ کچھ کتابیں لینے کے خیال سے اکیلی ہی نکل کھڑی ہوئی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

نوشی دھڑا دھڑ اپنے کپڑوں کی ڈیزائننگ میں مصروف تھی کیونکہ طے یہ پایا تھا کہ آصف اور نبیل کی شادی اکٹھی ہی کر دی جائے اور تاریخ بھی کوئی زیادہ دور نہیں تھی فقط ایک ماہ کا وقفہ تھا۔ وہ سخت پریشان تھی۔ شینا کا رویہ اس کی سمجھ میں بالکل بھی نہیں آ رہا تھا وہ تو بچپن سے یہاں رہ رہی تھی حالات سے بخوبی واقف تھی پھر اس نے ایک بار بھی فون کر کے اس کی حالت جاننے اور حالات کا جائزہ لینے کی کوشش کیوں نہیں کی اسے بار ہا محسوس ہوا تھا جیسے شینا نے کچھ سوچ سمجھ کر اسے اس منصوبے میں استعمال کیا ہے مگر پھر وہ اس خیال کو جھٹکنے لگتی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ شادی کسی صورت نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ شہزینہ علیم نہیں تھی اس نے زندگی میں صرف ایک ہی خواہش کی تھی اپنی ماں سے ملنے کی اس کی محبت محسوس کرنے کی مگر اس ایک خواہش نے ایسا خراج وصول کیا تھا کہ وہ اپنی اس خواہش پر پچھتانے لگی اور تبھی وہ اکھڑا اور تند کو شخص کتنی ملائمت اور آسانی سے اس کے جذبوں کو چھیڑ گیا اپنی اس خواہش پر تو وہ ششدر رہ گئی تھی دل ہمک ہمک کر نبیل عباس کو مانگ رہا تھا وہ صرف شینا کا ہے۔۔۔ وہ خود کو سمجھا سمجھا کر خود سے لڑ لڑ کر نڈھال ہو گئی تو گھر سے نکل آئی۔ کتنے مطمئن اور آسودہ حال ہیں سب لوگ۔ پھر میرے دل پر ہی پت جھڑ نے ڈیرہ کیوں ڈال رکھا ہے اپنی مرضی اور پسند کی زندگی پا کر بھی میں خوش کیوں نہیں رہ پا رہی۔ دل کیوں مطمئن نہیں ہو رہا؟ اس نے ارد گرد ہنستے مسکراتے تیزی سے اپنی اپنی راہ پر گامزن لوگوں پر حسرت بھری نگاہ ڈال کر تھکے ہوئے انداز میں سوچا تھا۔

"شینا۔۔۔شینا۔۔۔" وہ خود سے بیگانی چلتی جارہی تھی یاد ہی نہیں رہا کہ "اب وہ شینا ہے فنزینہ نہیں پکارنے والا اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تو وہ ٹھٹک کر اجنبی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔"

"میں نے تمہیں کتنی بار پکارا ہے تم سن کیوں نہیں رہیں؟" وہ جھنجلاہٹ آمیز لہجے میں پوچھ رہا تھا مگر اس کے بدستور انجان انداز پر وہ پریشان ہونے لگا۔

"شینا آر یو آل رائٹ؟"

"ہوں۔۔۔" وہ بے تحاشا چونکی تھی۔

"ہاں۔۔۔اٹس اوکے۔ آئی ایم فائن۔" نگاہوں پر جمی اجنبیت کی برف پگھلی تو اس نے ذیشان حیدر کو اپنی تمامتر بے تابیوں کے ساتھ سامنے کھڑا پایا۔

"چلو کہیں چل کے بیٹھتے ہیں۔" وہ بہت نرمی سے کہہ رہا تھا۔ فنزینہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"لیکن کیوں۔۔۔ میں آپ کے ساتھ کہیں کیوں چلوں؟" اس کی اس حیرانگی پر وہ بڑی خوشدلی سے مسکرایا اور پھر اس کی آنکھوں میں جھانک کر بڑے مضبوط لہجے میں بولا۔

"کیونکہ تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میرے ساتھ چلنے کا وعدہ کر چکی ہو۔" الفاظ تھے یا بارود۔۔۔ اسے یوں لگا جیسے زمین آسمان ہل گئے ہوں۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے۔" وہ اس کے بازو کو اپنے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں لیتے ہوئے بڑی پریشانی سے بولا اور اسے سہارا دیتے ہوئے اپنی گاڑی تک لے آیا۔ وہ فرنٹ ڈور اس کے لیے کھول رہا تھا۔

"بیٹھو اندر۔" وہ گاڑی کی چھت پر بازو سے سہارا لیے کھڑی تھی یکدم جیسے صدیوں کی نقاہٹ اس کے وجود میں سرایت کر گئی ایسی ذلت کا تو اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا اس کی ذات خوامخواہ ملوث ہوئے جارہی تھی۔

"کم آن شینا۔ اندر بیٹھو۔" وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے ہوئے ٹھٹکا تھا۔ فنزینہ کو اپنی تمامتر ہمت مجتمع کرنے میں بہت دقت کا سامنا کرنا پڑا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔" اس نے چل نکلنے کا قصد کیا تو وہ آنکھوں میں غصہ لیے تیز لہجے میں بولا۔

"شینا میں کیا کہہ رہا ہوں؟ گاڑی میں بیٹھو میں چاہتا ہوں کہ آج فیصلہ ہو ہی جائے تو بہت ہے۔" وہ بہت سنبھل کر کھڑکی میں جھکی تھی۔

"میں آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی بس۔۔۔ کچھ دنوں تک پلیز۔" ذیشان حیدر تحیر آمیز بے یقینی سے اس کے لہجے کی لرزش محسوس کر رہا تھا۔ اتنا تکلف آمیز لہجہ۔۔۔ وہ شہزینہ علیم تو نہیں جس کے دل کو پگھلانے میں اسے بہت کڑے وقت سے گزرنا پڑا تھا جس کا ہلکا سا

غرور آمیز انداز اسے پہلی نظر ہی میں گھائل کر گیا تھا جو کیسے بھی حالات ہوں ڈرنا جھکنا تو جانتی ہی نہیں تھی پھر یہ اس قدر غیر یقینی تبدیلی۔

"کچھ دنوں کے بعد کیا ہوگا شینا۔یہی تم اور یہی میں ہوں گے۔" وہ گاڑی سے نکل آیا اس کے انداز میں سنجیدگی تھی۔ فنزینہ کو اپنی آنکھوں میں پھیلنے والی دھند کو روکنے کے لیے بہت مشکل کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

"ہو سکتا ہے کہ۔۔۔کہ چند دنوں کے بعد میں وہ نہ ہوں جو اب ہوں۔" وہ بمشکل کہہ کر تیزی سے پلٹ گئی تھی۔ذیشان حیدر سن کھڑا اس کے لحظہ بہ لحظہ دور ہوتے ہوئے قدموں کو دیکھتا رہ گیا۔

*****

"یہ دیکھو شینا یہ ڈریس کیسا ہے؟" ماما بہت محبت سے پوچھ رہی تھیں وہ خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔

"میں نے بھابھی سے کہا ہے کہ نوشی کا بھی ایسا ایک سوٹ بنوا لیں جدید اسٹائل ہے اور کڑھائی بھی مضبوط ہے۔" وہ فریش لہجے میں کہہ رہی تھیں پھر اس کی تائید چاہنے لگیں۔

"اچھا ہے نا؟" اس نے آہستگی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا بات ہے شینا۔۔۔؟۔۔۔پریشان ہو تم؟" وہ خود بھی پریشان ہو گئیں اس نے بمشکل ضبط کرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تو وہ سوٹ تہ کر کے اس کے پاس آ بیٹھیں۔

"اپنی ماما سے بھی شیئر نہیں کرو گی؟" وہ بہت آس بھرے لہجے میں پوچھتی ان کے ضبط کا امتحان لینے لگیں۔

"ابو بہت یاد آ رہے ہیں ماما۔۔۔" انہوں نے اسے بہت محبت سے بانہوں کے گھیرے میں لیا تو وہ

بے اختیار ہونے لگی انہوں نے اس کے بالوں پر ہونٹ رکھ دیئے۔

"کہاں کمی رہ گئی میرے پیار میں شینا۔اتنے برسوں کے بعد تم مجھے کیوں خارزار میں گھسیٹ رہی ہو؟" ان کی آواز میں نمی گھلنے لگی تو فنزینہ کا جی چاہنے لگا کہ وہ انہیں ہر بات بتا دے۔اس راز کو اندر چھپاتے چھپاتے وہ اک گھٹن کا شکار ہوتی جا رہی تھی وہ جانتی تھی کہ نبیل اس کی منزل نہیں اور نہ ہی وہ نبیل کی پھر بھی دل اندھا دھند اس راستے پر دوڑتا جا رہا تھا اور نہ ہی اسے یہ سمجھ آ رہی تھی کہ وہ ذیشان حیدر کر کیا جواب دے۔شینا کے اس سے کیسے روابط تھے۔۔۔وہ اتنی بیقراری سے کیوں اس کی طرف بڑھتا تھا؟ اگر ذیشان سے اس نے پیمان باندھے تھے تو پھر نبیل۔۔۔؟

"ماما اگر۔۔۔اگر فنزینہ ہمارے پاس آ جائے تو۔۔۔؟" اس نے بھرائے ہوئے لہجے میں پوچھا تھا۔

"شینا کتنی بار میں نے تم سے کہا ہے کہ یہ ٹاپک کلوز ہی رہنے دو تو بہتر ہے۔ مت کیا کرو ان دونوں کا ذکر میرے سامنے۔" وہ بہت دلبرداشتہ ہو گئی ان کے تیز لہجے پر آہستگی سے ان کی بانہوں کا گھیرا توڑ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی وہ خاموشی سے اسے جاتا دیکھتی رہیں کس قدر مشکل ہے اپنی شکست کا اعتراف کرنا کیا بتاؤں تمہیں کہ جب بھی تم یہ ذکر چھیڑتی ہو تو اندر کیا بھونچال اٹھنے لگتا ہے کس قدر بے مایہ کر گئے تھے تم مجھے علیم !۔۔۔ میں۔۔۔ میں جس نے تم سے ٹوٹ کر محبت کی اپنی تمام تر انا اور غرور کو پس پشت ڈال کر اور تم نے میری اس قدر بے قدری کی شاندار کیریئر کی خاطر تم مجھے ٹھکرا گئے کتنا مان تھا مجھے تم پر۔۔۔ اور پھر میں تو ہمیشہ تمہاری منتظر ہی رہی تم خود ہی کبھی نہیں لوٹے۔ کیا بتاؤں میں شینا کو۔۔۔ کیا اپنی ہار مان لوں۔ ان اٹھارہ سالوں میں کب میں نے تمہیں یاد نہیں کیا کب فنزینہ کی ننھی ننھی بانہوں کو اپنے گلے میں حمائل محسوس نہیں کیا مگر آج بھی دل سے یہی ہوک اٹھتی ہے کہ چھوڑ کے بھی تمہی گئے تھے تو آواز بھی تمہی دو مگر تم یوں گئے کہ لوٹ کے آئے ہی نہیں۔ کبھی کوئی رابطہ ہی نہیں کیا۔۔۔ اب بھی لوٹ آؤ علیم۔۔۔ لوٹ آؤ۔۔۔!" اٹھارہ برسوں کا پچھتاوا جو ان کی رگوں میں برفاب ہو گیا تھا پگھل کر آنکھوں کے راستے سیال کی صورت بہنے لگا۔

وہ ٹیرس کی سیڑھیوں میں بیٹھی روشن چاند پر نظریں جمائے ہوئے تھی تو اب یہ طے ہو گیا کہ مجھے جانا ہے ہر صورت میں اس گھر میں یہاں کے مکینوں کے دلوں میں میرے لیے کوئی

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

جگہ نہیں ہے۔۔۔ وہ وہ شخص جو مجھے نئے راستوں کی آشنائی دے گیا۔۔۔ وہ میرا تھا ہی کب جو میں اس سے بچھڑنے کا غم کروں اس نے بڑی آزردگی سے سوچا تھا پتہ نہیں ہر شے میرے لیے "چاند" کیوں ہوتی ہے کہ پانا چاہوں اور نہ پاسکوں۔ بس دیکھوں اور تمنا کروں پالوں تو خراج دینا پڑے۔۔۔ زرد لباس میں خود سے بے پروا چاندنی میں نہائی وہ ماورائی سی مخلوق لگ رہی تھی۔ بہت حسین، دلفریب اور انوکھی۔ نبیل بہت آہستگی سے اس کے قریب بیٹھا تو وہ بری طرح ڈر گئی۔

"یہاں کیا کر رہی ہو؟" نہایت آہستگی سے اس نے پوچھا۔

فنزینہ نے نفی میں سر ہلایا اس کی دھڑکنیں جانے ابھی تک خوف سے منتشر تھیں یا نبیل کے قرب کا نتیجہ تھا۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں یہاں ہوں؟" وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولی تو وہ ذرا سا ہنسا۔

"یہ ذرا سیکرٹ سی بات ہے وہ کیا ہے کہ یہ دل کا معاملہ ہے اب تم جیسے لاکھوں چہرے بھی ہوں تو تمہیں ان میں سے پہچان سکتا ہوں۔" وہ بڑی طمانیت سے کہے جا رہا تھا۔ فنزینہ کا جی چاہا کہ وہ زور زور سے رونے لگے کتنا جھوٹا تھا وہ۔۔۔ مگر اس نے دل کا ساتھ نہ چھوڑا تھا۔

"اور اگر۔۔۔ اگر میں اور فنزینہ اکٹھی تمہارے سامنے آئیں تو۔۔۔"

"فنزینہ کون۔۔۔ اوہ یو مین تمہاری ٹوئن سسٹر۔۔۔" وہ یاد کرتے ہوئے سرسری انداز میں بولا تو

ایک ٹیس سی فنزینہ کے پہلو میں اٹھی تھی۔

"کہانا۔۔۔لاکھوں چہرے بھی ہوں تم جیسے تو ایک تمہیں پہچان لوں گا۔" وہ بہت گمبھیر لہجے میں کہہ رہا تھا اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

"پلیز میرا اعتبار کرو۔۔۔ جس بات سے تم خوفزدہ ہو کہہ ڈالو مجھ سے۔" اس کے بالکل قریب۔۔۔بہت قریب جھکا۔

"میں جانتا ہوں کہ تمہیں بہت کچھ کہنا ہے۔بہت غبار جمع ہے تمہارے اندر اگر مہیں بھی مجھ سے محبت ہے تو کہہ ڈالو نکال دو ہر خوف کو دل سے میں تمہیں ہر حال میں پانے کے لیے تیار ہوں۔۔۔چاہنے لگی ہو نا مجھے؟" چاندی رات کا سحر جادو جگا رہا تھا وہ بے بس سی اس کے شانے پر سر رکھ کر سسک اٹھی۔

"کتنا حیران کن ملاپ ہے ہمارا۔۔۔ کبھی ایک دوسرے سے بات کرنے کو جی نہیں چاہتا تھا اور۔۔۔اور آج چاہ رہا ہے کہ میں تمہیں سامنے بٹھاؤں اور دیکھتا ہی چلا جاؤں سنتا چلا جاؤں اور یونہی عمر تمام ہو جائے کیا اسی کو محبت کہتے ہیں؟ کتنی بے بس کر دینے والی کفیت ہے یہ۔" وہ اس کی محبت میں سرشار تھا اور وہ دم سادھے آنکھیں بند کیے اس کے الفاظ گویا دل میں اتار رہی تھی۔

"سوچتا ہوں کہ بہت جلد تم میری بن جاؤ گی تو۔۔۔تو ایک سرشاری سی طاری ہوتی ہے پہلے تو ایسا نہیں تھا بس ایک وحشت اور بیزاری کا سا احساس ابھرتا تھا۔اس خیال سے کیا جادو کر دیا

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ہے تم نے مجھ پر کہ دل ہر پل تمہی کو پکارتا ہے۔ تمہی کو رگ جان سمجھتا ہے۔" ایک احساس جرم تیزی سے اس کے اندر ابھرا تھا یہ پل اس کے تو نہیں تھے جو وہ چرا رہی تھی اور یہ شخص اس کی محبتیں اور اس کا لہجہ اس کے لیے تو نہیں تھا۔یہ کیا کر رہی ہو فنزینہ۔۔۔تم ایسی تو نہیں تھیں یوں پل بھر میں بہک جانے والی۔اس نے جھٹکے سے سر اس کے شانے سے اٹھایا اور اٹھ کھڑی ہوئی حیا اور شرمساری نے پل بھر میں چہرے کو انگارہ بنا دیا تھا۔

"تھوڑی دیر اور بیٹھو نا۔۔۔پہلے کب تم نے اتنی چاہت کا احساس دلایا ہے۔۔۔۔" وہ اس کے دوپٹے کا کونہ پکڑے اصرار کر رہا تھا دل کو بدقت تمام قابو میں کرتی جھٹکے سے دوپٹہ چھڑاتی اور تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگی۔

اے چاند مجھے اتنا تو بتا
تجھے میرا چاند کیسا لگا۔

وہ چمکتے چاند کو دیکھتے ہوئے گنگنایا تھا۔ہونٹوں پر دلفریب سی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ دل کی وادی میں خوشیوں کے ڈیرے اور مسرتوں کا رقص بپا ہے وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور دل میں ایک بار پھر سے دہرایا۔

کھو گی۔۔۔ہر بات کھو گی مجھ سے دل کی۔۔۔جو تمہیں بے چین کر رہی ہے۔

******

صرف دو ہفتے رہ گئے تھے شادی میں گھر میں پہلی شادیاں تھیں اس لیے ایک رونق آمیز ہنگامہ بپا تھا۔ ایک وہی تھی جو اندھیروں میں بھٹک رہی تھی۔ "میں کیا کروں اب۔۔۔ خدا کرے شینا آجائے ورنہ تو پتہ نہیں کیا ہو جائے۔۔۔ کیا کروں۔۔۔ کیا نبیل کو اصل بات بتادوں؟۔۔۔ وہ کمرے میں اندھیرا کیے دروازہ لاک کئے سخت پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہل رہی تھی ایک طوفان سا اٹھ رہا تھا اندر جو کہیں ایک پل بھی اسے چین نہیں لینے دے رہا تھا یا خدا میں کیا کروں۔۔۔ تھک ہار کر وہ رونے لگی۔ یہ نکاح اگر مجھے کرنا پڑ گیا تو کیا یہ جائز ہو گا وہ قبول تو شہزینہ کو کرے اور۔۔۔ اس کے اندر جیسے وحشت بھرنے لگی۔ میں نبیل سے بات کرلوں گی چاہے اس کے نتیجے میں مجھے سب کی لعن طعن سننی پڑے سب کی نفرت بھری نظروں کو برداشت کرنا پڑے یا ہو سکتا ہے اصل حقیقت جان کر یہ لوگ مجھے اپنالیں۔۔۔ لیکن یہ لوگ تو اس گھر میں میرا نام تک نہیں لیتے۔ بڑی ممانی نے کتنے بیگانے انداز میں کہا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

بھئی جب عابدہ ہی نے اسے یاد نہیں کیا تو پھر ہمیں اس کی کیا چاہت۔۔۔ اور رشتہ تو اس سے اپنی جگہ پر اگر وہ یہاں ہوتی تو تمہاری جیسی ویلیو اس کی بھی ہوتی اب تو علیم نے جانے ہم لوگوں کے متعلق اس کے ذہن میں کیا زہر بھرا ہو گا جو جہاں ہے وہیں خوش رہے۔" اس کی دل کتنے زور سے ٹوٹا تھا مگر بڑی ممانی تو کیا کوئی بھی اس کی آواز نہیں سن سکا تھا۔ نوریں دو تین دفعہ اسے کھانے کے لیے بلانے آئی مگر اس نے سر درد کا بہانہ کر کے انکار کر دیا۔ دروازہ کھلا۔ ماما چھوٹی ممانی کے ساتھ آئی تھیں وہ اٹھ بیٹھی۔

"اتنے اندھیرے میں کیوں بیٹھی ہو؟" ماما نے ٹیوب لائٹ آن کی تھی اور چھوٹی ممانی سے مخاطب ہوئیں۔

"ذرا اس کو دیکھو نجمہ کیا حالت بنا رکھی ہے اس نے اپنی۔ ماما کے خفگی آمیز لہجے پر اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔"

"ہاں بھئی۔۔۔ یہ طریقہ ہے۔ اچھی دلہنیں ایسے کھانا پینا چھوڑ کے بیٹھ نہیں جاتی۔ نوشی کو دیکھا نہیں اس نے تو باقاعدہ ڈائٹ کا چارٹ بنوا لیا ہے مجھ سے۔" چھوٹی ممانی شگفتگی سے کہتے ہوئے اس کی پلس چیک کر رہی تھیں۔

"ہلکا سا بخار ہو رہا ہے کیا ٹینشن ہے گڑیا ایک ہی گھر ہے اور رخصت ہو کے بھی یہیں رہو گی۔" ان کا انداز دوستانہ تھا۔ وہ خاموشی سے آنسو بہاتی رہی۔

چھوٹی ممانی نے ماما کو اشارہ کیا تو وہ اس کے پاس بیٹھ گئیں۔

"کیا بات ہے شینا کیوں ایسے بیماروں کی طرح بیٹھی ہو کمرے میں؟ "

"ماما۔۔۔"اس نے سسک کر ان کے سینے میں منہ چھپا لیا۔

"ماما میں بہت بری تو نہیں ہوں نا۔"

"چہ۔۔۔ کم آن شینا یو آر نات اے چائلڈ "چھوٹی ممانی نے اسے سرزنش کی تھی۔

"میری بیٹی بہت اچھی ہے۔ اب بتاؤ اور کیا پریشانی ہے؟"ماما نے اس کا چہرہ اوپر کر کے اس کا ماتھا چوما تھا۔

"ماما آپ۔۔۔ آپ مجھ سے نفرت تو نہیں کرتی ناں۔۔۔ آپ کبھی مجھے دھتکاریں گی تو نہیں ناں۔۔۔؟"وہ بے بسی و بیچارگی کے حصار میں گھری بڑی حسرت سے پوچھ رہی تھی۔

ماما پریشان ہو اٹھیں۔

"کیا ہو گیا ہے شینا۔۔۔ ماما کی جان میں کیوں نفرت کروں گی تم سے تم تو میری جان ہو۔ تمہیں دیکھ کے تو میں سانس لیتی ہوں بیٹا میں بھلا تمہیں کیوں دھتکاروں گی۔"انہوں نے تڑپ کر اسے بانہوں میں بھرا تھا۔ وہ اتنے دنوں سے جانے کیسے خود کو سنبھالے ہوئے تھی مشفق سا سہارا پاتے ہی وہ بری طرح بکھر گئی۔ ماما پریشان کن نظروں سے چھوٹی ممانی کو دیکھ رہی تھیں۔

"لگتا ہے بہت محسوس کر رہی ہے۔"ممانی نے ماما کو اس کے پاس سے اٹھنے کا اشارہ کیا تو انہوں نے نرمی سے اسے اپنے سے الگ کرنا چاہا مگر وہ ان سے لپٹی ہوئی تھی۔

"آپ مجھے تنہا مت چھوڑیں ماما پلیز۔۔۔"

"کیا کر رہی ہو شینا۔۔۔؟"ماما روہانسی ہونے لگیں۔ ان کے ذہن میں اس کی گزشتہ گفتگو تازہ ہونے لگی۔

"میری جان ہر بات اس طرح نہیں ہوتی جیسے ہم سوچتے ہیں اور پھر ہم تو بہت اچھی زندگی گزار رہے ہیں ہمیں کسی اور کی ضرورت نہیں ہے۔"وہ اپنے آنسو بمشکل روکتی اسے سمجھا رہی تھیں مگر اس کے دل میں تو اور ہی الاؤ جل رہا تھا۔ ان کے الفاظ نے رہی سہی ہمت بھی ختم کر دی۔ یوں لگا جیسے ایک دم سے کسی نے بپھرتے جذبات کی مشین کا سوئچ آف کر ڈالا ہو وہ آہستگی سے ان سے علیحدہ ہوئی۔

"میں ٹھیک ہوں ماما۔۔۔"وہ بہت سپاٹ انداز میں بولی تھی۔

"آپا اسے آرام کرنے دیں خود بخود ریلیکس ہو جائے گی۔"ماما کو پریشان دیکھ کر چھوٹی ممانی نے ان کے شانے پر ہاتھ سے دباؤ ڈالتے ہوئے کہا تو وہ گویا نہ چاہتے ہوئے اٹھ گئیں۔

"فضول باتیں مت سوچو شینا آرام کرو انشاءاللہ تم بہت خوش رہو گی۔"انہوں نے جھک کر اسے پیار کیا ان کی آواز میں گھلی آنسوؤں کی نمکینی فرینہ کو بہت اچھی طرح محسوس ہوئی۔

******

"آصف۔۔۔آصف میری بات سنو ذرا۔" وہ کتنی دیر سے آصف کو متوجہ کر رہی تھی مگر وہ ڈھولک سنبھالے راجہ اندر بنا بیٹھا تھا۔ اس کی جگہ نورین نے اسے دیکھ لیا اور ہاتھ ہلا کر اسے بھی آنے کی دعوت دی وہ مسکرا کر پیچھے ہٹ گئی۔

"ہیلو بھئی۔۔۔ایک کپ اسٹرونگ سی چائے ملے گئی؟" وہ جانے کون کون سے کام نمٹا کر فرصت ملتے ہی اسے ڈھونڈتا چلا آیا تھا۔ فزرینہ کا دل ٹھہر سا گیا وہ چھوٹی سی ڈائننگ ٹیبل کی کرسی گھسیٹ کر وہی بیٹھ گیا۔ فزرینہ خاموشی سے چولھے پر چائے کے لیے پانی رکھنے لگی۔

"تم بہت بدل گئی ہے۔۔۔" وہ اس کے ربڑ بینڈ میں جکڑے سیاہ بالوں پر نظریں جمائے پتہ نہیں کیا سوچ کر بولا تھا۔ پتی کا ڈبہ ایک لمحے کو اس کے ہاتھ سے کانپ سا گیا۔ کتنے ہی روز سے ایک فصیلہ کرنے کے بعد وہ اسے نبیل پر واضح کرنا چاہ رہی تھی مگر وہ تو ہاتھ ہی نہیں آ رہا تھا۔ جیسے اسے فزرینہ کے دل کی خبر ہوئی ہو وہ ابلتے پانی پر نظریں جمائے کھڑی تھی تو یہ طے ہے نبیل عباس کہ تم مجھ سے کھو جاؤ گے اور یہ میرا مقدر ہے کہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے کھو دوں۔۔۔حالانکہ یہ میرے لیے بہت مشکل ہے۔ دودھ ڈال کر آنچ ہلکی کر کے چائے

ڈھانپ کر وہ اس کی طرف پلٹی تو دل لحظہ بھر کو بڑے زور سے دھڑکا وہ اسی کی طرف دیکھ رہا تھا نظریں ملتے ہی خفیف سا مسکرا دیا۔

یہ فقط شینا کا حق ہے اس کی مسکراہٹ اس کی ہنسی اس کی خوبصورت باتیں صرف اس کے لیے ہیں میں تو بس ایک "وجود" ہوں۔ اس نے فوراً خود کو مسمریز ہونے سے بچانا چاہا تھا۔

"مجھے۔۔۔تم سے کچھ کہنا تھا۔" وہ بولی تو اسے خود بھی بہت حیرت ہوئی کہ اس کی آواز میں لرزش بالکل نہیں تھی۔ تو گویا دل قبول کر چکا ہے اس حقیقت کو۔

"کہنا تو مجھے بھی بہت کچھ ہے۔۔۔" وہ شرارتی سے انداز میں ٹیبل پر کہنی ٹکا کر آگے کو جھکا۔

"بس ذرا مناسب وقت کا انتظار کر رہا ہوں۔" وہ کبنٹ سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔

"لیکن میرے لیے یہی مناسب وقت ہے۔" وہ اس کے سرد و سپاٹ انداز پر نبیل نے بغور اسے دیکھا تھا۔

"حالانکہ اس وقت اگر گھر والوں میں سے کوئی ہمیں یوں کچن میں اکھٹے دیکھ لے تو ریکارڈ لگا دے۔۔۔بلکہ بجا دے۔" اس نے شگفتگی سے کہا تھا۔ مگر وہ اس کی بات سننے کی بجائے الفاظ نے جوڑ توڑ میں مصروف تھی دل ڈوب ڈوب کر ابھر رہا تھا۔

"نبیل۔۔۔میں۔۔۔میں یہ شادی نیہں کر رہی۔" اس کا خیا تھا کہ یہ بات سنتے ہی وہ اچھل پڑے گا اس پر برسنے لگے گا گرجنے لگے گا۔ مگر اس کے برعکس وہ ٹھنڈا ٹھار بیٹھا تھا۔

"شکر ہے کہ تم نے "چاہتی" کا لفظ استعمال نہیں کیا ورنہ مجھے افسوس ہوتا کہ کچھ روز پہلے تک جو لڑکی مجھے چاہنے کا دعٰوی کر رہی تھی اب مکر گئی۔" اس لے لہجے میں حد درجے اطمینان اور ٹھہراؤ تھا وہ جز بز ہونے لگی جس بات کو کہنے سے پہلے اس نے ہزار دفعہ سوچا اور ہزار دفعہ رد کیا وہ بات جس نے اس کی کئی راتوں کی نیندیں اڑا رکھی تھیں اس کے لیے وہ فقط مذاق تھی۔

"میں نے کبھی بھی ایسا نہیں کیا۔۔۔" اس کی آواز بھرا گئی تھی۔ پھر چند لمحوں تک وہ خود کو سنبھالتی رہی پھر سکون سے بولی۔

"میں واقعی سچ کہہ رہی ہوں میں یہ شادی نہیں کروں گی۔" نبیل چند پل یونہی خاموشی سے اسے دیکھے گیا حتی کہ وہ کنفیوز ہونے لگی۔

"اب جب شادی میں صرف دو ہفتے رہ گئے

ہیں؟"

"مم۔۔۔ میری کچھ مجبوری ہے۔۔۔" اس سے بولنا مشکل ہونے لگا۔

"ذیشان حیدر۔۔۔؟" وہ رسان سے پوچھ رہا تھا۔ فزینہ نے فی الفور نفی میں سر ہلایا۔

"دیکھو شینا اب بھی وقت ہے میں چاہتا ہوں کہ تم سب کچھ خود مجھے بتا دو۔ ابھی تمہارے ہاتھ میں ہے تم فیصلہ کر سکتی ہو میں آڑے نہیں آؤں گا مگر شرط یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے

دل میں ہے وہ تم خود مجھے بتاؤ۔" وہ انتہائی اطمینان سے کہہ رہا تھا اور وہ سائیں سائیں کرتے دماغ کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔

"چائے "گل" گئی ہے تو دے دو۔" وہ ابل ابل کر باہر گرتی چائے پر نظر ڈال کر نرمی سے بولا تو وہ فوراً پلٹ گئی۔

"شینا۔۔۔ جلدی سے آؤ سدرہ آئی ہے۔" نورین کے پکارنے کی آواز اسے کچن تک آئی تھی لاؤنج میں ڈھولک کی تھاپ اور ہنسی مذاق ابھی بھی جاری تھا۔

"سدرہ۔۔۔ وہ کون۔۔۔؟" وہ الجھی۔ نبیل نے بے ساختہ مسکراہٹ دبائی تھی۔

"تمہاری بچپن کی دوست تمہاری بیسٹ فرینڈ۔۔۔ اور بھی بہت کچھ جانتا ہوں بتا دیا تو شاید یہیں بے ہوش ہو کر گر پڑو اور میں اسکینڈل نہیں بنوانا چاہتا اس لیے باہر جا کر مل لو۔" نبیل کا سفگتہ سے انداز الجھا دینے والا نہ سمجھ میں آنے والا تھا مگر اس کے الفاظ گڑبڑا سے گئے تھے۔

"پتہ ہے مجھے۔۔۔ میں تم سے تو کچھ نہیں پوچھ رہی۔" وہ مگ ٹیبل پر رکھتی باہر نکل آئی دل بہت بری طرح دھڑک رہا تھا۔ اس روز وہ سدرہ کی برتھ ڈے پر نہیں گئی تھی۔ اگلے روز ناراضگی سے بھرا فون ریسیور ہوا۔ فزینہ نے ڈھیروں معزرتیں کیں تب جا کے اس کی ناراضگی دور ہوئی اس کے بعد وہ اپنی پھوپو زاد کی شادی میں شرکت کے لئے کوئٹہ چلی گئی۔ فزینہ تو اسے بھول بھال گئی تھی۔ اب پہلی مرتبہ فیس ٹو فیس اس سے ملاقات ہو رہی تھی۔ وہ خاصی کیوٹ سی لڑکی تھی اسے دیکھتے ہی تیر کی طرح اس کی طرف بڑھی۔

"بہت بہت بدتمیز ہو تم میرے جاتے ہی یہ گل کھلا دیا۔" وہ اس سے لپٹی شکوہ کناں لہجے میں بول رہی تھی۔

"اجی ابھی کہاں فی الحال تو لائحہ عمل ترتیب دیا جا رہا ہے گل تو اس کے بعد کھلیں گے۔" آصف نے فوراً بات اچکی تھی۔ سدرہ کے ساتھ ساتھ سب لوگوں کا بے ساختہ قہقہہ اسے خجل کر گیا۔

"یہ تو یونہی بس۔۔۔ تم آؤ کمرے میں چل کر بیٹھتے ہیں۔" وہ آصف کو گھورتے ہوئے سدرہ کو ساتھ لیے اپنے کمرے میں آگئی کچھ اس بات کا بھی خوف تھا کہ کہیں وہ کوئی ایسی بات نہ کر دے جس کا وہ جواب نہ دے پائے۔

"یہ کیا کر رہی ہو تم شینا۔۔۔ اٹس ٹو مچ۔" اندر آتے ہی وہ بے حد سنجیدگی سے شروع ہوئی تو فنزرینہ نے بہت سنبھل کر اس کو دیکھا۔

"کیوں بھئی۔۔۔ ایسا کیا کر دیا میں نے؟" اس نے بڑے ہلکے پھلکے انداز میں پوچھا تو وہ بے یقینی سے اسے دیکھتی دھپ سے اس کے بستر پر بیٹھ گئی۔

"پتہ ہے بھائی تمہارے اس فیصلے سے کتنے ڈسٹرب ہیں۔" "لو جی۔۔۔ ایک اور مسئلہ وہ اندر ہی اندر کلس کر رہ گئی۔

"کس فیصلے سے۔۔۔ کون سے بھائی ڈسٹرب ہیں؟" وہ بظاہر بڑے سرسری انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"شینا پلیز۔۔۔ آئی ایم ناٹ جوکنگ یہ بہت سیریس مسئلہ ہے۔۔۔ اور تم نے احتجاج کیوں نہیں کیا اتنے آرام سے مان گئیں شادی کے لیے۔ بھائی تو یقین ہی نہیں کر رہے۔ انہیں میں نے جس طرح کنٹرول کیا ہے وہ میں ہی جانتی ہوں۔" سدرہ غصے سے بولی تو سراسیمگی کے عالم میں اسے دیکھے گئی۔

"تم نے ایک بار بھائی سے کہا تو ہوتا وہ ممی پاپا کو کہہ کر پرپوزل بجھوا دیتے تم نے تو خود ہی انہیں مناسب وقت کے انتظار میں ٹھہرائے رکھا اور اب یوں ایک دم سے یہ انتہائی فیصلہ کر ڈالا۔" وہ بہت دکھی لہجے میں کہہ رہی تھی۔ فنزرینہ کا دل حلق کو آن اٹکا۔ پتہ نہیں اس شینا کی بچی نے کس کس کو شادی کا وعدہ کر رکھا تھا۔ میرے خدا میری مدد کرنا اس نے مشکلوں سے خود کو بولنے کے لیے تیار کیا۔

"یہ تو۔۔۔ قسمتوں کے فیصلے ہیں سدرہ۔۔۔ ایکچوئلی ماما کی ضد سے یہ فیصلہ ہوا ہے اور۔۔۔" وہ بڑی بے بسی سے کہہ رہی تھی مگر سدرہ اس کی بات کاٹ گئی۔

"شینا پلیز۔۔۔ قسمت کو دوش مت دو۔ کیا میں تمہاری ضد سے واقف نہیں ہوں؟ بھائی سے شادی کا فیصلہ بھی تمہاری ضد تھی۔ نبیل عباس کو ٹھکرانا تمہاری ضد تھی تم بھلا کسی ضد کو کیسے گردان سکتی ہو۔" اس کا انداز طنزیہ تھا وہ پسینوں میں ڈوبنے لگی۔

"تمہیں میرے حالات کا علم نہیں سدرہ۔۔۔ میں بہت مجبور ہوں۔" اس کی بے بسی کی انتہا تھی کہ آواز بھرا گئی۔

"کیا مجبوری ہے تمہاری۔۔۔" اور یہ یکایک نبیل تمہیں اچھا کیسے لگنے لگا تم ایک دوسرے کی شکل تک دیکھنے کے روادار نہیں تھے کہاں یہ کہ شادی۔۔" وہ بھڑک اٹھی۔

"سدرہ پلیز۔۔۔ بلیو می۔۔۔ میں بہت مجبور ہوں۔" اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ صورتحال کو کس طرح ہینڈل کرے۔

"تم مجھے صرف یہ بتاؤ کہ اب بھائی کا کیا ہوگا۔۔۔؟ آئی ڈونٹ بلیو دس۔۔۔ تم لوگوں کی محبت جنونی تھی تم نے اپنی بچپن کی منگنی کو درخور اعتنا نہیں جانا بھائی نے صرف تمہارے پیچھے سمن کو ٹھکرا دیا۔ ماما کی ناراضگی مول لی اور اب جب انہوں نے سب کچھ داؤ پر لگا دیا ہے تو تم یوں کنارہ کرنے لگی ہو اور مائی گاڈ۔۔۔ پتہ نہیں بھائی کیا کر بیٹھیں اب تمہیں ان سے خود ہی بات کرنا ہو گی۔" سدرہ اسے اچھا خاصا رگید گئی تھی۔ بھائی کی محبت میں وہ اپنی بہترین دوست سے جھگڑ رہی تھی اور فزینہ جواب میں ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکی اس کی ہمتیں اندر ہی دم توڑ گئیں پتہ شہزینہ کا خواب کون تھا؟ ذیشان حیدر سدرہ کا بھائی یا نبیل عباس۔

"میں نے تمہیں کبھی ایسا نہیں سمجھا تھا شینا آئی ہیٹ یو۔۔۔" وہ نفرت آمیز انداز میں اس کی سماعتوں میں زہر انڈیلتی چلی گئی اور فزینہ یونہی ساکت بیٹھی تھی (اس کے وہم و گمان میں

بھی نہیں تھا کہ ذیشان حیدر ہی سدرہ کا بھائی ہے) دروازہ ہلکے سے ناک کر کے نبیل اندر آیا تھا۔ اسے یوں ساکت و جامد بیٹھے دیکھ کر وہ خفیف سا مسکرا دیا اور وہ اس کی آمد سے بے خبر تھی۔

"خیریت تو ہے۔ یہ تمہاری دوست کالا جادو تو نہیں پھونک گئی تم پر؟" وہ اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھ لہراتے ہوئے شگفتگی بھرے لہجے میں بولا تو وہ چونکی اس کی بھیگتی پلکیں نبیل سے چھپی نہیں رہ سکیں۔

"آر یو آل رائٹ۔۔۔؟" وہ متفکر سا اس سے کچھ فاصلے پر نیچے ہی بیٹھ گیا۔

"ہوں۔۔۔ ہوں ٹھیک ہوں میں۔" وہ گڑبڑا کر بولی تو نبیل نے ایک گہری نگاہ اس کے ستے ہوئے چہرے پر ڈالی۔

"سدرہ تو بہت ناراض ہوئی ہو گی؟" وہ پوچھ رہا تھا فزینہ نے چونک کر نبیل کی صورت دیکھی تو یہ جانتا ہے کوئی ایسی بات۔

"وہ کیوں ہو گئی ناراض؟" وہ بظاہر سرسری انداز میں پوچھنے لگی حالانکہ اندر ایک قیامت خیز سی کھد بد مچی تھی۔ جی چاہ رہا تھا صاف صاف پوچھ لے۔

"بھئی اب اگر تم ذیشان حیدر پر مجھے فوقیت دو گی تو بھائی کی محبت میں ناراضگی اس کا حق ہے۔" وہ بہت آرام سے "پہیلی" کھول رہا تھا۔ فزینہ نے بے اختیار طویل سانس لی تھی۔ تو گویا ذیشان حیدر ہی سدرہ کا بھائی ہے۔ ایک مسئلہ تو حل ہو گیا تھا مگر ساتھ ہی اسے رونا آنے لگا۔ شہزینہ اگر ذیشان حیدر کو پسند کرتی تھی تو پھر وہ کبھی بھی نبیل سے شادی پر رضامند نہیں

ہو گی اگر وہ خود یہاں ہوتی تو بات یہاں تک پہنچ ہی نہ پاتی مگر فنزینہ کی بدلی طبیعت اور فرمانبردارنہ رویہ حالات کو اس اسٹیج تک پہنچا گئے تھے۔

"شینا تم خوش نہیں ہو؟" وہ پوچھ رہا تھا۔ انداز میں تفکر کی بجائے اور کرید اور تجسس تھا۔

"پتہ نہیں۔۔۔" وہ بے بس سی ہونے لگی۔ آنسوؤں کو روکنے کی کوشش میں اسکا گلا دکھنے لگا تھا۔

"اتنی بے اعتباری کیوں شینا۔۔۔۔ پتہ ہے مجھے تو یوں لگتا ہے کہ تم بنائی ہی میرے لیے گئی ہو۔" وہ بہت ملامت سے کہہ رہا تھا۔ اس کا محبتوں سے چور لہجہ فنزینہ کی آنکھیں چھلکا گیا وہ بے قرار ہو اٹھا۔

"یہ کیا شینا۔۔۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں کونسے وہم ستا رہے ہیں تمہیں؟"

"پتہ نہیں کیوں۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ۔۔۔ کہ ہم کبھی مل نہیں پائیں گے۔۔۔ میں بہت ناقابل اعتبار لڑکی ہوں نبیل۔ ہو سکتا ہے کہ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ کل میں بدل جاؤں شادی سے انکار کر دوں یا۔۔۔ یا پھر تم سے نفرت کا اظہار کر دوں۔۔۔ تو۔۔۔ تو پلیز "مجھ" سے خفا مت ہونا۔ میں بہت مجبور ہوں نبیل میں۔۔۔ تمہیں کیسے بتاؤں؟" وہ بھرائی ہوئی آواز میں الجھی الجھی سی بولی تو نبیل ایک ٹک اسے دیکھے گیا۔ فنزینہ کا دل گویا کوئی مٹھی میں جکڑے ہوئے تھا۔ مگر اسے یہ پیش بندی کرنی تھی پتہ نہیں شہزینہ کے آنے کے بعد حالات کونسا رخ اختیار کرتے۔ نبیل نے اس کے آنسو اپنی انگلیوں کی پوروں پر چن لیے۔

"میں جانتا ہوں کہ "تم" کبھی ایسا نہیں کر سکتیں۔" وہ بہت یقین سے کہہ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کی چمک فنزینہ کو ہمیشہ کی طرح مسمریز کرنے لگی یہ آنکھیں میری نہیں ہیں اور ان سے چھلکتی یہ وارفتہ سی چمک میرے لیے نہیں اس کے دل میں ایک لہر سی اٹھی تھی۔

"میرے خیال میں تمہیں بہت سارے یقین اور تسلیوں کی ضرورت ہے اور یہ کام میں بہتریں طریقے سے تبھی کر سکتا ہوں جب تم مکمل طور پر میری بن کے میری دسترس میں آؤ گی۔ خالی خولی تسلی سے کام چلانا مجھے پسند نہیں۔" وہ بے حد شرارت سے کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اک نظر اس کے بلش ہوتے

پر ڈالی اور پھر جیسے یکلخت جاگ اٹھنے والے شوریدہ سر جذبات پر قابو پانے کے لیے وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔

فنزینہ نے گہری سانس لے کر اندر کی تپش کو کم کیا۔

"بہت مشکل ہو گا تمہارے بغیر جینا نبیل عباس کہ تمہی وہ واحد شخص ہو اس کرہ ارض پر جس نے میرے خوابیدہ جذبوں کو بیدار کیا اور میرے دل کی مسند پر پورے جاہ و جلال سے براجمان ہو گئے بہت مشکل ہو گئی تم بن نبیل بہت مشکل۔" ایک حسرت بہت زور سے پکار رہی تھی۔ فنزینہ نے جلدی آنکھیں موند کر سر بیڈ پر ٹیک دیا۔

*****

اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر اب بھی شہزینہ سے فون پر بات نہ ہوئی تو وہ خود اسلام آباد چلی جائے گی کہ بہر حال یہ شادی کسی صورت جائز نہیں تھی شومئ قسمت فون شہزینہ نے ہی ریسیور کیا تھا۔

"کہاں چلی گئی تھی تم۔۔۔؟" وہ تقریباً پھٹ ہی پڑی۔

"ایزی یار۔۔۔آہستہ آہستہ بتاتی ہوں۔" اس کے بر عکس شہزینہ کا انداز بہت پر سکون تھا۔ پھر وہ بڑے مزے سے سیر و تفریح کے واقعات سنانے لگی فنزینہ کی برداشت جواب دینے لگی اس نے جوش و خروش سے بولتی شہزینہ کو ٹوک دیا۔

"اور یہاں جو پرابلمز میں نے فیس کی ہیں اور جو کر رہی ہوں ان کا تمہیں کوئی خیال نہیں؟" اندر کی گھٹن اور خوب لہجے میں تلخی بھر گئے۔

"اوہو۔۔۔" وہ ہنسی تھی۔ "کیا ہو گیا؟" فنزینہ نے بمشکل غصہ ضبط کیا تھا پھر بھی لہجے کی کاٹ کو چھپا نہیں پائی۔

"تم اچھی طرح جانتی ہو کہ کیا ہو سکتا ہے۔"

"بہت غصے میں ہو۔۔۔؟" وہ بہت محفوظ ہو رہی تھی اور فنزینہ کو اس کی ڈھٹائی پر پہلی مرتبہ شدید غصہ آ رہا ہے۔ بہت طیش میں بولی۔

"اگر تم میرے سامنے ہوتیں تو میں تمہیں شوٹ کر دیتی۔" جواباً شہزینہ نے قہقہہ لگایا تھا پھر انجان بنتی

ہوئی پوچھنے لگی۔

"ایسا کیا گناہ کر دیا میں نے؟"

"کوئی گناہ نہیں کیا تم نے۔۔۔گناہ تو میں نے کیا تھا تم سے اپنی خواہش کا اظہار کر کے۔" وہ بہت ضبط سے کہہ رہی تھی۔

"کم آن فینا۔۔۔کیا ماما نے پہچان لیا ہے تمہیں؟" وہ ازلی بے پروائی سے پوچھ رہی تھی۔

فنزینہ نے گہری سانس لے کر خود کو نارمل کیا۔

"پہچانا تو نہیں مگر۔۔۔میں واپس آنا چاہ رہی ہوں۔" اس نے مبہم سا انداز اپنایا۔

"مگر کیوں۔۔۔تمہیں تو بہت شوق تھا ماما کے پاس ماموؤں کے ساتھ رہنے کا۔" شہزینہ کی حیرت فطری تھی۔

"تو رہ لیا نا میں نے۔۔۔اب میں ابو کے پاس آنا چاہتی ہوں تم مجھے بتاؤ کہ میں کب نکلوں یہاں سے؟"

"فینا۔۔۔کیا ہوا گیا ڈیئر۔۔۔کہیں کوئی مس انڈرسٹینڈ نگ تو نہیں ہو گئی؟" شہزینہ نے پیار بھیر فکر مندی سے پوچھا تو وہ لب کاٹتے ہوئے آنسو روکنے لگی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

)اس سے بڑی مس انڈر اسٹینڈنگ کیا ہو گی کہ "وہ" مجھے اپنی منزل سمجھ رہا ہے جس کا میں راستہ بھی نہیں ہوں(

"نہیں۔ایسا کچھ نہیں ہوا بس مجھے ابو بہت یاد آرہے ہیں۔"اس نے بہت برداشت سے کام لیا تھا ورنہ جس قدر دھوکے سے شہزینہ نے کام لیا تھا اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ اس پر چیخے چلائے اس کی دھوکا دہی کا احساس دلائے مگر وہ یہ جانتی تھی کہ اگر شہزینہ کو بھنک بھی پڑ گئی کہ یہاں اس کی شادی کی تیاریاں مکمل ہیں اور وہ بھی نبیل عباس کے ساتھ تو وہ کبھی بھی نہیں لوٹے گی۔اسلیے وہ بہت محتاط ہو کر بات کر رہی تھی۔

"تمہیں شاید پتہ چل گیا ہو گا کہ۔۔۔۔ نبیل میرا فیانسی ہے۔؟"

"ظاہر ہے۔پتہ تو چلنا ہی تھا تمہارے چھپانے سے بات چھپ نہیں سکتی تھی اور مجھے دکھ اسی بات کا کہ تم نے مجھ پر اعتبار نہیں کیا۔۔۔۔اینی وے ایوری تھنگ از انڈر کنٹرول تم مجھے بتاؤ کب آرہی ہو۔؟ "

"آئی ایم سوری فینا۔۔۔میں نے سوچا تھا کہ اگر میں نے تمہیں پہلے سے نبیل کے متعلق بتادیا تو تم کبھی بھی نہیں مانو گی۔"وہ معذرت خواہانہ انداز میں کہہ رہی تھی فنزینہ کلس کر رہ گئی۔

"اور وہ ذیشان حیدر۔۔۔وہ کس کیٹگری میں آتا ہے۔؟"اس نے بہت چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا تو یکبارگی شہزینہ چپ رہ گئی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"آئی ایم سوری اگین فینا۔۔۔میں نے واقعی ان پہلوؤں پر سوچا ہی نہیں تھا۔"وہ سابقہ لہجے میں معذرت کر رہی تھی۔

"پھر بھی تمہیں کم از کم ذیشان حیدر سے تو بات کرنا چاہیے تھی۔تمہیں سوچنا تو چاہیے تھا کہ اگر وہ کبھی میری راہ میں آگیا تو مین کیا کروں گی۔"فنزینہ کو صبر نہیں آرہا تھا۔کس قدر نقصان ہو گیا تھا اس "بھول" کے کھیل میں اس کا۔

"صاف بات یہ ہے فینا کہ ماما ہر صورت میں میری اور نبیل کی شادی چاہ رہی تھیں اور میں ایسا نہیں چاہتی تھی۔۔۔تم ملیں تو بنا سوچے سمجھے۔۔۔یا شاید لاشعوری خواہش کے تحت میں نے اپنے بچاؤ کی راہ دیکھ لی۔میں چاہے لاکھ انکار کرتی مگر ماما میری بات نہ مانتیں میں نے سوچا کہ تم تو قیامت تک یہ نہیں ہونے دو گی کیونکہ تمہیں خبر ہے کہ ایسا ہو نہیں سکتا کہ وہ قبول تو شہزینہ کو کرے اور نکاح تم سے ہو۔۔۔شاید بہت بری حرکت کی ہے میں نے مگر اب حالات کیسے ہیں کیا کوئی ایسی پرابلم فیس کی ہے تم نے؟"باتوں کی برعکس شہزینہ کے لہجے سے ذرا بھی افسوس یا پشیمانی نہیں جھلک رہی تھی۔شاید اپنی ضدی طبیعت کی وجہ سے وہ دوسروں سے اختلاف کرنے کی اس قدر عادی ہو چکی تھی کہ اسے غلط اور صحیح کا پتہ نہیں چلتا تھا۔اپنی ضد پر عمل کرتے ہوئے وہ یہ بھی نہیں دیکھتی تھی کہ

اس کے عمل سے کس کو تکلیف پہنچ رہی ہے۔

"کھانا۔۔۔سب کچھ ٹھیک ہے۔" اس کا لہجہ بھاری ہونے لگا کتنے آرام سے وہ ایکسکیوز کر رہی تھی۔اسے فزینہ کی ٹینشن اور رت جگوں کی کوئی پروا نہیں تھی۔اتنے عرصے میں تو کچھ بھی ہو سکتا تھا۔

"اوکے پھر یوں کرو کہ کسی طرح کل یا پرسوں تک یہاں پہنچ جاؤ۔" وہ پرسوچ انداز میں کہہ رہی تھی اس کی غیر حاضر دماغی پر فزینہ سلگ اٹھی۔

"یہ کوئی کھیل نہیں کہ کل یا پرسوں تک۔۔۔فائنلی میں پرسوں پہنچ جاؤں گی اسلام آباد بائی ائر اور تمہیں میں کنفرم کر کے ٹائم بتا دوں گی۔" وہ تلخی سے کہہ رہی تھی۔شہزینہ اس کا لہجہ پہچان گئی۔

"اوکے۔۔۔تم تو لگتا ہے کہ سخت اکتا گئی ہو ویسے میرا بھی یہی حال ہے کوئی انجوائے منٹ نہیں گھر میں سارا دن بس شمیم سے عجیب و غریب باتیں سننا پڑتی ہیں۔سوشل لائف تو بالکل ہی ختم ہو گئی ہے بس پچھلا مہینہ مزے میں گزرا ہے۔" وہ اپنے مخصوص کھلکھلاتے ہوئے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"ابو کو تنگ تو نہیں کیا تم نے؟" فزینہ اب کی بار ذرا دھیان سے بولی جواب میں شہزینہ نے قہقہہ لگایا تھا۔

"تنگ تو نہیں مگر وہ مجھے دیکھ دیکھ کر حیران ہوتے رہتے ہیں اینی وے میں نے خود پر بہت کنٹرول رکھا تھا کوشش کی تھی کہ فزینہ بن کر رہوں پھر بھی اتنا چینج تو کوئی دیکھ کر حیران ہی ہو گا۔" وہ بہت محظوظ انداز میں کہہ رہی تھی پھر اس سے پوچھنے لگی۔

"اور میں نے بہت سی شاپنگ کی ہے وہ میں ساتھ ہی لاؤں گی ٹھیک ہے نا؟"

"اٹس اوکے۔۔۔وہ تمہاری شاپنگ ہے تم ضرور ساتھ لے آنا مگر بہانہ بھی سوچ کے آنا کہ یہ سب کہاں سے لا رہی ہو۔" فزینہ نے سرسری انداز میں کہا تھا جواباواقعی شہزینہ پریشان ہو کر اس سے اس مسئلے کا حل پوچھنے لگی۔وہ ابھی کوئی جواب دینے ہی لگی تھی کہ نوشی چلی آئی۔

"اوکے میں تمہیں کل فون کروں گی پھر بات ہو گئی۔" فزینہ نے عجلت میں بات ختم کرتے ہوئے ریسیور رکھ دیا۔

"یہ کیا مصیبت ڈال دی ہے تم نے میرے پیچھے؟" نوشی بے حد جھنجلائی ہوئی تھی۔فزینہ نے استفہامیہ انداز میں اسے دیکھا تبھی آصف سیڑھیاں پھلانگتا چلا آیا۔نوشی نے دانت پیس کر اسے دیکھا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے۔؟" فزینہ نے آصف کو ہنستے دیکھ کر پوچھا تھا۔وہ بڑے اطمینان سے فزینہ کے پاس کارپٹ پر بیٹھ گیا اس کے ہاتھ میں فراز کی وہی کتاب تھی جو نوشی نے گفٹ کی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"ہونا کیا ہے ایمان سے شعر سنا سنا کر اس نے میرا دماغ خراب کر دیا ہے۔" نوشی خاصی روہانسی ہو رہی تھی۔ فنزینہ نے مسکراہٹ دبا کر آصف کو گھورا تو وہ فورا صفائی پیش کرنے والے انداز میں بولا۔

"دیکھو بھئی۔۔۔ اس نے زندگی میں پہلی دفعہ مجھے کوئی کام کی چیز گفٹ کی ہے اور یہ گفٹ کرنے کا کوئی مقصد ہو گا نا۔ اس لیے میں نے سوچا کہ اس کی خواہش پوری کر دوں صبح سے ڈھیروں شعر سنا چکا ہوں مگر اس کا موڈ ہے کہ ٹھیک ہی نہیں ہو رہا۔"

"میں نے اس لیے یہ گفٹ نہیں کی تھی کہ تم اسے مجھی پر آزماؤ۔ یہ تمہارا گفٹ ہے صرف تمہارے لیے ہے۔" نوشی نے دانت پیسے تھے۔

"مگر میں اپنی ہر چیز میں اب تمہیں حصے دار سمجھتا ہوں۔" آصف کی آنکھوں میں شرارت تھی۔

"مجھے معاف ہی رکھو۔" نوشی نے چڑ کر ہاتھ جوڑے۔ اسے شعر و شاعری حد سے زیادہ ناپسند تھی پتہ نہیں اسکول کے زمانے میں وہ اردو کے پیپر میں پاس کیسے ہو جاتی تھی۔

"دیکھ رہی ہو شینا اسے۔۔۔ اب اتنے رومینٹک شعر کسی "اور" کو تو سنانے سے رہا مگر خیر تم نہیں سنو گی تو یہی کرنا پڑے گا۔"

"آصف میں تمہاری جان لے لوں گی۔" نوشی زچ ہو کر بولی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"تو پھر سیدھی طرح بتا دو کہ میرے لیے یہ گفٹ تم نے لے کیسے لیا؟" وہ بہت یقین سے پوچھ رہا تھا۔

فنزینہ اس کے اندازے کی قائل ہو گئی جبکہ نوشی کو غصہ آ رہا تھا۔

"یہ بات تم بعد میں نہیں پوچھ سکتے تھے ابھی امی نے دیکھ لیا یوں میرے پیچھے پھرتے تو بہت جوتے لگائیں گی۔" وہ تیکھے چتوں سے بولی۔ آصف ہنسا تھا۔

"اپچوئلی ابھی کافی ٹائم ہے۔ میں نے سوچا کہ اس باذوق شخصیت کا پتہ چل جائے جس کی یہ پسند ہے تو شاید میرا چانس لگ جائے۔" وہ بہت شرارت سے کہہ رہا تھا نوشی کو تو پتنگے لگ گئے۔

"میرے خیال میں واقعی کافی ٹائم ہے تمہارا تو کیا میرا ابھی کہیں چانس لگ سکتا ہے۔" وہ غصہ دباتے ہوئے سرسری انداز میں بولی تو فنزینہ بے ساختہ ہنس دی۔

"دیکھ رہی ہو اس کا حال؟" آصف نوشی کو دیکھتے ہوئے فنزینہ کو متوجہ کر رہا تھا۔

"تمہاری بات مذاق اور اسکی بات کڑوی۔۔۔ واہ۔" فنزینہ نے اس کی گوشمالی کی تھی وہ سر کھجاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ویسے کچھ عجیب سی بات ہے ایسی بدذوق لڑکی اتنا باذوق گفٹ کیسے دے سکتی ہے؟" اس کی بات پر نوشی نے دانت پیسے ہوئے مٹھیاں بھینچی تھیں۔

"میرے خیال سے تم جیسے بدذوق کو یہ اعلیٰ ذوق راس نہیں آ رہا۔"

"آصف بس کرو اب اور خدا کا شکر ادا کرو جس نے تمہیں اتنی باذوق منگیتر دی ہے۔" فنزینہ نے اسے سرزنش کی تو اس نے یوں منہ بنایا جیسے بمشکل ہنسی روکی ہو۔نوشی کی برداشت جواب دے گئی اور وہ فنزینہ پر الٹ پڑی۔

"کہا بھی تھا کہ تم سے میں نے۔۔۔اس جیسے فضول شخص کے لیے ایسا گفٹ کرٹیدنے کی کوئی ضرورت نہیں مگر تم پر تو "باذوقی" کا دورہ پڑا ہوا تھا۔" گولہ بارود کا رخ اپنی طرف دیکھ کر فنزینہ سٹپٹا گئی جبکہ آصف بے یقینی کے حصار میں گھرا اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ شینا کے مشورے سے لی ہے تم نے؟"

"اب اگر تم نے ایک لفظ بھی اس کتاب کے متعلق مزید کہا تو میں رونے لگوں گی۔" فنزینہ نے پیش بندی کے طور پر فوراً دھمکی دے دی۔

"ویری اسٹرینج۔۔۔لگتا ہے شادی کی خبر نے تم دونوں پر اچھا اثر ڈالا ہے۔ خصوصاً ذوق پر۔" آصف اب بھی چھیڑنے سے باز نہیں آیا تھا۔

"ہاں واقعی۔۔۔" نوشی نے بڑے رسان سے اس پر نظریں جما کر ذومعنی انداز میں کہا۔

"اب تو میرا ذوق اس قدر اعلیٰ ہو گیا ہے کہ "بہت سی" چیزیں تبدیل کرنے کے متعلق سوچ رہی ہوں۔" فنزینہ کی بیساختہ ہنسی چھوٹ گئی۔ آصف سے کچھ بن نہ پڑا تو نوشی کو گھورتے ہوئے چلا گیا۔اس نے بے اختیار گہری سانس لی۔ نگاہ فنزینہ سے ملی تو وہ بھی ہنس دی ۔وہ سونے کی تیاری کر رہی تھی جب ماما اس کے کمرے میں چلی آئیں۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"خیریت ماما۔۔۔؟" وہ اٹھ بیٹھی۔ماما اس کے پاس بیٹھ گئیں۔

"بالکل خریت ہے۔۔۔بس یونہی جی چاہا کہ اپنی بیٹی کے پاس بیٹھوں اس سے باتیں کروں۔" وہ مسکرائی۔فنزینہ کے دل میں ایک لہر سی اٹھی تھی اس نے آگے بڑھ کر ان کے کندھے پر سر رکھ دیا۔اس کا دل فوراً بھر آیا تھا۔

"میرا بھی یہی دل چاہتا ہے کہ میں ہمیشہ آپ کے پاس رہوں آپ سے باتیں کروں اور آپ کی باتیں سنوں۔"

"پتا ہے شینا۔۔۔میں نے ہمیشہ دیا کی تھی کہ تم ایسی بن جاؤ جیسی اب ہو میں نے ہمیشہ تمہارے لیے بالکل ایسا ہی سوچا تھا۔" وہ آنکھیں موند کر آنسو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ماما۔۔جب میں چلی جاؤں گی تب تو آپ بالکل تنہا ہو جائیں گی۔" وہ رندھے ہوئے لہجے میں کہہ رہی تھی وہ آنکھوں میں اترتی نمی چھپا کر بڑے کمال سے ہنسیں۔

"لو۔۔۔تم کہاں چلی جاؤ گی تمہیں تو میں نے ہمیشہ کے لیے اپنے پاس رکھنے کا بندوبست کیا ہے میری جان۔" فنزینہ نے بڑی حسرت سے ان کو دیکھا۔(کاش میں ہمیشہ کے لیے آپ کے پاس رہ سکتی آپ کی محبت پا سکتی۔آپ کو بتا سکتی کہ میں "بھی "آپ ہی کی بیٹی ہوں)اس نے ماما کے مشفق سینے میں منہ چھپا کر آنکھیں موندیں تو کئی آنسو اس کے رخسار بھگو گئے۔

"پتہ نہیں کیا ہو گا۔۔۔جب شینا آئے گی تو۔۔۔؟"کاش کہ میں اس کے جیسی بولڈ ہوتی میں ہر ایک کو بتا دیتی کہ۔۔۔کہ میں بھی ماما کی بیٹی ہوں اور ماما آپ کیسی ماں ہیں کہ اپنی بیٹی کو نہیں پہچان رہیں کاش کہ آپ مجھے ہمیشہ کے لیے ہی اپنے پاس رکھ لیتیں پرسوں میں یہاں سے چلی جاؤں گی تو پھر شاید ہی کبھی۔۔۔۔

"پتہ ہے سب بہت حیران ہوتے ہیں کہ یہ وہی شینا ہے جو کسی کے ساتھ ٹھیک طرح سے بات بھی کرنا پسند نہیں کرتی تھی۔"وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتی بہت پیار سے کہہ رہی تھیں اور وہ آنکھیں موندے بس خاموشی سے سن رہی تھی۔

****

"نبیل مجھے تم سے ایک بہت ضروری بات کرنا ہے۔"اس نے بہت ہمت کر کے نبیل سے کہا تھا۔

"ویسے اتنی بیقراری تو مجھے دکھائی چاہیے تھی۔"وہ شریر ہوا تو بہت کنڑول کرتے ہوئے بھی اس کی پلکیں بوجھل اور رخسار سرخ ہو گئے۔نبیل نے وارفتگی سے صبح نو جیسے جگمگاتے منظر کو نظروں میں جکڑا تھا۔

"کیا کہنا ہے اب؟"

"یہاں نہیں۔۔۔۔"اس نے سر جھکایا وہ دونوں کوریڈور میں کھڑے تھے۔باقی سب لوگ کھانے کی میز پر موجود تھے۔نبیل کو اٹھتے دیکھ کر فنزینہ نے اس موقع کو مناسب جانا اور فورا اس کے پیچھے لپکی تھی۔آج اس کی اس گھر میں آخری رات تھی اس نے سوچ لیا تھا کہ کسی اور کو نہ سہی مگر نبیل کو وہ حقیقت ضرور بتا دے گی کیونکہ شینا کے آنے کے بعد تمام معاملات نبیل ہی کو سنبھالنے تھے وہ بھی اس صورت میں کہ شادی کی تاریخ بھی طے ہو چکی تھی۔

"تو پھر تھوڑا سا انتظار کر لو۔۔۔حجلہ عروسی میں ہی سہی۔"اس کا انداز بہت سرسری مگر الفاظ بے حد شوخ تھے۔فنزینہ کے دل میں ایک تکلیف دہ سا احساس جاگنے لگا اس نے بہت بے دردی سے نچلا لب دانتوں تلے دبایا تھا۔

"اوپر جا کے تو ہم لوگ بات کر سکتے ہیں نا۔"وہ آہستگی سے کہہ رہی تھی نبیل نے بوکھلا کر ایکٹنگ کی۔

"خدا کو مانو یار۔۔۔تم تو جنت میں چلی جاؤ گی میری کیا گارنٹی ہے اس لیے جو بات کرنی ہے یہیں کر لو۔"

"میرا مطلب تھا ٹیرس پر۔۔۔چھت پر۔"وہ بدستور سنجیدہ تھین۔نبیل نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے گہری سانس لی۔

"اوکے۔۔۔۔"سب کے کمروں میں جانے کے بعد وہ دونوں ٹیرس پر موجود تھے۔

"یہ تم کچھ زیادہ ہی پر اسرار نہیں ہو رہیں آج کل۔" نبیل اسے گھورتے ہوئے کہنے لگا مگر وہ مسکرا بھی نہیں سکی اس کا ذہن الفاظ میں اٹکا ہوا تھا جو اسے نبیل سے کہنے تھے۔ وہ دیوار سے ٹیک لگائے سینے پر بازو لپیٹ کر بہت آزردہ سی کھڑی تھی جبکہ نبیل اس کے بالمقابل تھا۔

"میں بہت دنوں سے نوٹ کر رہا ہوں کہ تم بہت ٹینس میں رہنے لگی ہو۔" نبیل یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔ فرزینہ کا دل بھر آیا۔ آنسو پینے کی کوشش میں اس کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔

"دیکھو میں نے پہلے بھی تمہیں کہا تھا کہ وہی ہو گا جو تم چاہو گی مگر تم نے شاید میرا اعتبار نہیں کیا

تھا۔" وہ اسے یاد دلا رہا تھا۔

"وہ بات نہیں ہے نبیل۔۔۔" وہ بدقت تمام خود کو بولنے کے لیے تیار کر پائی تھی۔

"پھر کیا بات ہے۔۔۔ کیوں اسطرح خود بھی پریشان ہو رہی ہو اور مجھے بھی پریشان کر رہی ہو؟" وہ جھنجلا کر بولا۔

"نبیل۔۔۔ میں نے۔۔۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ میں تم سے شادی نہیں کر سکتی۔" بہت ہمت کر کے وہ کہہ گئی تو نبیل چپ چاپ کئی ثانیوں تک اس کا چہرہ دیکھے گیا پھر بہت سنجید گی سے بولا۔

"اور میں نے تم سے کہا تھا کہ وجہ بتا دو۔"

"میری ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔اور پھر میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ حالات اس نہج پر بھی پہنچ سکتے ہیں۔" آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر بہہ نکلے تو نبیل بیساختہ نظریں چرا گیا۔

"میں بھی تم سے یہی پوچھنا چاہتا تھا کہ ذیشان حیدر سے مجھ تک کا سفر تم نے کیسے طے کر لیا ؟"

"میں۔۔۔۔ میں کبھی ذیشان حیدر تک گئی ہی نہیں تھی۔" اس نے بمشکل اعتراف کیا تو وہ چپ چاپ اسے دیکھنے لگا۔

"میں اپنی غلطی مانتی ہوں۔۔۔ یہ جو سب کچھ ہوا نہیں ہونا چاہئے تھا میں جانتی ہوں کہ میری غلطیوں کی وجہ سے بہت سے لوگ ہرٹ ہوئے ہیں اور۔۔۔ اور بہت سے ہوں گے مگر۔۔۔ مگر میں نہیں جانتی تھی کہ ایک چھوٹی سی خواہش کے لیے مجھے اتنا سفر کرنا پڑے گا۔" وہ بے آواز روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اگر میں کہوں کہ ٹو دی پوائنٹ بات کرو تو۔" نبیل کا لہجہ ٹھہراؤ لیے ہوئے تھا لحظہ بھر کو فرزینہ نے آنکھیں موند کر ہمت مجتمع کی پھر اسے دیکھنے لگی وہ اپنی سیاہ آنکھیں اسی پر جمائے ہوئے تھا۔

"آئی ڈونٹ نو۔۔۔ کہ تم کیسے ری ایکٹ کرو گے مگر۔۔۔ تمہیں یہ سب بتانا میں ضروری سمجھتی ہوں کہ۔۔۔ کہ میں نے کبھی ذیشان حیدر سے محبت نہیں کی۔" اسے یوں لگا تھا جیسے وہ بات مکمل کر لے گی مگر آخر میں وہ جملہ بدل گئی۔

"مگر کبھی تم نے اس کے لیے مجھے ری جیکٹ کیا تھا۔"

"میں نے تمہیں کبھی بھی ریجیکٹ نہیں کیا۔ "

"تو وہ سب کیا تھا۔۔۔؟"اس کے بھیگے لہجے کے جواب میں نبیل نے تیزی سے پوچھا۔

"وہ۔۔۔۔وہ شہزینہ کا فیصلہ تھا۔"اس کا لہجہ تھم سا گیا۔

"مطلب۔۔۔؟"نبیل نے نا سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھا تو اس کا دل سسک اٹھا۔

"یاد ہے نبیل۔۔۔تم نے کہا تھا کہ تم لاکھوں کے ہجوم میں مجھے پہچان سکتے ہو پھر اب یوں انجان کیوں بن رہے ہو؟"اس کے بھیگے لہجے میں شکوہ تڑپ رہا تھا۔نبیل لب بھینچ کر رہ گیا۔

"تم جو کہنا چاہتی ہو کہہ ڈالو۔۔۔۔"اس کے سپاٹ لہجے نے فنزینہ کو جھٹکا لگایا مگر اسی انداز میں نے اسے سچ بولنے کا حوصلہ بھی دے دیا۔

"مجھے فقط اتنا کہنا ہے کہ۔۔۔میں کبھی بھی تمہاری نہیں ہو سکتی کیونکہ میں شہزینہ علیم نہیں ہوں۔"کتنے ہی لمحے بالکل خاموشی سے گزر گئے۔وہ سوچ رہی تھی کہ نبیل اس حقیقت کو جاننے کے بعد چیخے گا چلائے گا مگر ایسا کچھ نہیں ہوا وہ جو سانس روکے کھڑی تھی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی وہ ایک ٹک اس کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔وہ نظریں چرا گئی دل پر سے جیسے بھاری پتھر ہٹا تھا۔

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ حالات اتنے سنگین ہو جائیں گے میں تو صرف ماما سے ملنے کے لیے آئی تھی۔میں نے سوچا کہ کچھ دن میں ماما کے پاس رہ کر چلی جاؤں گی شینا نے کہا تھا کہ

کسی کو بھی پتہ نہیں چلے گا ماما کو بھی نہیں۔وہ کہتی تھی کہ ماں کے لیے سارے بچے ایک جیسے ہوتے ہیں وفنزینہ ہو یا شہزینہ۔۔۔کسی کو بھی پتہ نہیں چلے گا مگر اس نے مجھے نہ تو ذیشان حیدر کے متعلق کچھ بتایا تھا اور نہ ہی۔۔۔آپ "

سے متعلق کسی خاص رشتے کے بارے میں۔۔۔ورنہ میں۔۔۔میں کبھی بھی یہاں نہ آتی میں تو صرف یہاں ماما کی محبت پانے' ماموں لوگوں کی شفقت محسوس کرنے آئی تھی مگر اس قدر ٹینشن کا شکار ہو جاؤں گی میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔"وہ بھیگے لہجے میں کہتی ضبط و برداشت سے کام لے رہی تھی مگر پھر بھی اس کی آنکھوں میں نمی امڈ آئی تھی اس کی اتنی باتوں کے جواب میں بھی وہ ویسے ہی کھڑا تھا۔خاموش۔۔۔بت کی طرح استسادہ۔

فنزینہ نے آنسو پیتے ہوئے بہت بہادری سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں نے شاید آپ کو ہرٹ کیا ہے میں چاہتی تو ایسے ہی واپس جا سکتی تھ مگر میں آپ سے کلیئر کیے بغیر واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔میں آپ سے ایکسکیوز کرنا چاہتی تھی میری وجہ سے حالات اتنے خراب ہو گئے اور شاید شینا کے آنے پر مزید خرابی پیدا ہو کیونکہ میں نے اسے یہاں کے حالات سے متعلق کچھ بھی نہیں بتایا۔۔۔"وہ آنسو روکنے کی کوشش میں ناکام ہو گئی تو فوراً ہی نگاہیں اس کے چہرے پر سے ہٹا گئی اس کی رنگت سرخی مائل ہو رہی تھی۔

"میں پہلے ہی جانتا تھا کہ تم شہزینہ علیم نہیں ہو سکتیں۔"وہ بہت سنجیدہ سپاٹ انداز میں بولا تو فنزینہ نے ایک جھٹکے سے اس کی طرف دیکھا۔

"آ۔۔۔آپ کو معلوم تھا؟" حیرت کے مارے وہ ہکلا کر رہ گئی۔

"میں صرف اپنے شک کو یقین کی سند ملنے کا انتظار کر رہا تھا۔" وہ سابقہ لب و لہجے میں بولا تو وہ بوجھل سی سانس لے کر رہ گئی پھر مجرمانہ انداز میں بولی۔

"میں مزید پریشانیاں کھڑی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔میں کل واپس جا رہی ہوں۔۔۔شینا یہاں آجائے گی۔" وہ دل میں اٹھنے والے درد کو بمشکل دبا رہی تھی کئی لمحوں تک منجمد سی خاموشی چھائی رہی پھر گویا وہ اکتا کر بولا۔

"اور کچھ کہنا ہے آپ کو؟" فزینہ شاک کی سی کیفیت میں اسے دیکھے گئی یکلخت ہی نبیل کے لہجے میں اس قدر غیریت اور خشکی آگئی تھی کہ اسے یقین نہیں آرہا تھا۔اس نے نمی کو پیچھے دھکیلتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تو اس نے سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھا دیئے۔

"نبیل۔۔۔" فزینہ نے بے اختیار اسے پکارا تو وہ ٹھٹک گیا مگر مڑا نہیں۔ نبیل کا انداز فزینہ کے تخاطب میں بھی تکلف پیدا کر گیا تھا۔

"اب۔۔۔کیا ہوگا؟"

"یہ تمہارا مسئلہ ہے۔" وہ بہت سرد وبیگانے سے انداز میں کہہ کر سیڑھیاں اترتا چلا گیا اور فزینہ کی آنکھیں اس قدر تیزی سے آنسوؤں سے لبریز ہوئی کہ سامنے کا منظر اس کی آنکھوں کے آگے دھندلا گیا اور وہ دیوار سے ساتھ ٹکی نیچے بیٹھتی چلی گئی اس وقت اسے کھل کر رونے کی ضرورت تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کتنی ہی دیر کے بعد وہ بوجھل قدموں سے سیڑھیاں طے کرتی اپنے کمرے میں چلی آئی۔تو نبیل عباس۔۔۔۔میں نے تمہیں آج کھو دیا اس نے تکیے میں منہ چھپا کر جلتی آنکھوں کو موند لیا۔

"فینا۔۔۔۔فینا۔۔۔۔" اسے یوں لگ رہا تھا جیسے بہت دور سے اسے کوئی پکار رہا ہے۔رات پتہ نہیں کتنی دیر تک وہ روتی رہی تھی سو اب سر بوجھل ہو رہا تھا اور درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

"فینا۔۔۔ایسی بھی کیا بے خبری اب اٹھ جاؤ۔" اب کی بار کسی نے اسے جھنجوڑا تھا اس نے بمشکل آنکھیں کھولیں تو کئی لمحوں تک خالی نظروں سے اپنے اوپر جھکے چہرے کو دیکھتی رہی اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

"تم۔۔۔پہنچ بھی گئیں یہاں؟" شینا کو سامنے ہنستے مسکراتے دیکھ کر وہ ششدر تھی۔

"لوت تو چاند پر پہنچ گئے ہیں مائی ڈیئر۔" وہ ہنسی تھی۔

"نہ صرف پہنچ گئے ہیں بلکہ واپس بھی آگئے ہیں۔" دروازہ کھلا اور نبیل کے پیچھے پیچھے نورین، نوشی اور آصف اندر داخل ہوئے وہ ہکا بکا ایک ایک کا منہ دیکھ رہی تھی۔

"یہ۔۔۔۔شینا یہ سب۔۔۔" وہ روہانسی ہونے لگی۔شہزینہ نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما۔

"پتہ ہے ابو بھی آئے ہیں۔۔۔۔"

"کہاں۔۔۔ کہاں۔۔۔؟؟" وہ بے حد استعجاب سے پوچھ رہی تھی۔

"بالکل۔۔۔۔ میں خود لے کر آئی ہوں انہیں۔" وہ مزے سے بولی تو فنرینہ نے بہت بیتابی سے پوچھا۔

"اور۔۔۔۔ ماما کا کیا ری ایکشن ہے؟"

"مائی ڈیئر۔۔ ایوری تھینگ از فائن۔" نوشی نے جھک کر اسے پیار کیا تھا وہ جو سب کو بھولی ہوئی تھی یکلخت حواس میں لوٹی اور رونے لگی۔

"حد ہوتی ہے یار۔۔۔ تم نے تو ہمیں بیوقوف ثابت کر دیا۔" آصف خفگی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

"تم نے کیا سوچا تھا فرینہ کہ ہم تمہیں ٹھکرا دیں گے تم تو ہمارے لیے بالکل شینا کی مانند ہو۔" نوشی بہت سنجیدہ تھی اس نے ڈبڈباتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تو وہ محبت سے اس سے لپٹ گئی۔ دروازہ پھر کھلا اور اب کی بار باقی سب لوگ موجود تھے مگر فنرینہ کی نظریں ان پر نہیں تھیں اس وقت وہ شاید اپنی زندگی کا بہترین منظر دیکھ رہی تھی۔ ابو اور ماما ایک ساتھ کھڑے تھے۔ ان کے چہروں سے لگ رہا تھا کہ دلوں کی رنجشیں گرد کی طرح جھڑ چکی ہیں اور بے اختیار اٹھی اور دوڑتی ہوئی ماما کے کھلی بانہوں میں سما گئی۔

"میری جان۔۔۔۔ میری بیٹی۔" ماما کی آنکھوں میں آنسو تھے اور وہ اس کو چوم رہی تھیں۔۔۔۔ سب اس سے یوں مل رہے تھے جیسے پہلی بار اسے دیکھا ہو۔

"میں تو پہلے ہی کہہ رہا تھا پرانے ریپر میں نیا پیس ہے۔" آصف نے ہانک لگائی تو سب ہنس دیئے۔

"میرے خیال میں واحد نبیل ہی تھی جسے اس کے شینا ہونے پر شک تھا۔" چھوٹی ممانی کی بات پر فنرینہ نے بے اختیار الماری سے ٹیک لگائے کھڑے نبیل کی طرف دیکھا اس کے تاثرات رات سے یکسر مختلف تھے۔ چہرہ مسکراہٹ کی گرفت میں تھا اس نے فوراً نظریں پھیر لیں۔

"سارا قصور شینا کا ہے ابو میں نے اسے منع کیا تھا۔" وہ صفائی پیش کر رہی تھی۔

"تم مجھے فون تو کر سکتی تھیں گھر اور آفس دونوں کے نمبرز تمہارے پاس تھے۔ وہ اسے سرزنش کر رہے تھے۔ فنرینہ کو اپنی بے وقوفی کا احساس ہونے لگا۔"

"ایک تو آپ دونوں کو ملایا پھر بھی آپ خفا ہو رہے ہیں۔" شینا نے منہ بسورتے ہوئے ان کے شانے پر سر رکھا تو وہ مسکرا دیئے۔

"مگر یہ سب معاملات اور بھی اچھے طریقے سے طے ہو سکتے تھے۔"

"آئی ایم سوری ابو۔۔۔ مگر سارا قصور شینا کا ہے

میں اس سے کبھی بھی بات نہیں کروں گی۔" اس کی آواز بھیگنے لگی تو شہزینہ نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے مگر فرینہ نے منہ پھیر لیا۔

"اگر یوں بھی معاف نہیں کرو گی تو تمہارے "رائٹ مین" کی سفارش ڈلوالوں گی۔" اس نے معنی خیزی سے سرگوشی کی تو بوکھلا گئی۔

"کر تو رہی ہوں معاف۔" چڑ کر اس نے کہا تھا۔

"یہ سب واقعی شینا ہی کے الٹے دماغ کا آئیڈیا ہو سکتا ہے مجھے نبیل نے پوری تفصیل بتادی ہے۔"

ماما نے شہزینہ کو گھورا تھا مگر اس مصنوعی غصے میں پیار بھی شامل تھا وہ حجل سی ان سے لپٹ گئی۔ وہ سب باتوں میں مگن تھے۔ ماما کی آنکھیں بار بار بھیگ رہی تھیں کتنی ہی بار وہ سب کے سامنے ابو سے معافی مانگ چکی تھیں۔ ابو نے بھی کھلے دل سے اپنی غلطی مان لی تھی۔

"یوں کتنا اچھا لگ رہا ہے نا؟" ان سے کچھ فاصلے پر بیٹھی فنزینہ نے سب کو متوجہ کیا تھا۔

"اور یہ سب میرے ماسٹر مائنڈ کا کمال ہے۔" شہزینہ اترائی اور تمہیں کیا معلوم شینا اس سارے کھیل میں میں کس بری طرح ہاری ہوں۔ فنزینہ نے بے اختیار سوچا تھا۔

"اور یہ سب تم نے یقیناً اس شادی سے بھاگنے کے لیے کیا تھا۔" آصف نے اسے گھورا تو وہ ہنس دی۔

"ویسے اب اس شادی کا ہو گا کیا؟" نورین پریشان ہوئی۔

"دیکھو ڈیئرز۔۔۔ اگر فنزینہ کہے تو میں اس کے لیے جگہ خالی کرنے کے لیے تیار ہوں۔" شہزینہ کی شرارت اس قدر اچانک تھی کہ فنزینہ سٹپٹا گئی۔

"کیوں بھئی۔۔۔ منظور ہے پھر میری بھابی بننا؟" آصف بے حد خوشی سے پوچھ رہا تھا۔ اس کے حلق میں آنسوؤں کا پھندا لگنے لگا۔ نبیل ہونٹوں پر مسکراہٹ دبائے بغور اس کی جھکی لرزتی پلکوں کو دیکھ رہا تھا۔

"بتاؤ فینا۔۔۔ کر دوں تمہارے لیے جگہ خالی؟" شہزینہ شریر لہجے میں پوچھ رہی تھی۔ تبھی نبیل اٹھ کر صوفے پر فنزینہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"یہ جگہ تمہاری تھی ہی نہیں کیوں فنزینہ؟" بہت رساں سے کہتے ہوئے وہ اس کی طرف زرا سا جھکا تو وہ کھلی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔ نبیل کی آنکھوں میں شرارت اور ہونٹوں پر دوستانہ مسکراہٹ تھی۔ اس کی نظر دھندلانے لگی (تو رات کو سارا ڈرامہ ہو رہا تھا(

"کمال ہے بھئی۔۔۔ اماں جان ادھر بیٹھی ہیں اور بیٹے صاحب ادھر معاملہ نمٹا رہے ہیں۔" بڑی ممانی نے مصنوعی غصے سے نبیل کو دیکھا وہ لوگ جانے کب سے ان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ فنزینہ ہراساں ہو گئی اور وہ اٹھ کر ان کے پاس آگئیں۔

"تو امی جان آپ ہی نمٹا دیں پھر۔۔۔ ویسے تو میں کارڈز تک بانٹ آیا ہوں۔" وہ مسمی صورت بنا کر بولا تو وہ ہنس دیں پھر جھک کر انہوں نے فنزینہ کی پیشانی چوم لی۔

"بس اب نام کا مسئلہ ہو گا کارڈز پر۔" بڑے ماموں نے تشویش سے کہا تو وہ خجل سا سر کھجانے لگا۔

"وہ ابو جان دراصل۔۔۔ابھی صرف آصف کے شادی کے کارڈز بانٹے ہیں یہ سارا معاملہ سمجھنے کے چکر میں ابھی تک میں نے کارڈز چھپوانے کا آرڈر نہیں دیا تھا۔" سب کی ہنسی بے ساختہ تھی۔ فنزینہ الگ خجل ہو رہی تھی۔

"یاد ہے نا۔۔۔میں نے کہا تھا تم جیسی لاکھوں بھی ہوں تو میں تمہیں پہچان سکتا ہوں۔" نبیل نے اس قدر اچانک فنزینہ سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ وہ سب کی موجودگی کے خیال سے جھینپ کر ماما کے شانے میں منہ چھپا گئی اور سب کی ہنسی میں شامل شہزینہ بیتابی سے گھڑی پر نظریں جمائے ہوئے تھی کیونکہ اس کا "رائٹ مین" دیئے ہوئے وقت کے مطابق پہنچنے والا تھا۔

ختم شد

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ختم شد